

سلسلۂ فیضانِ عشرۂ مبشرہ کے ساتویں صحابی

سیدنا حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ



المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ فیضانِ صحابہ



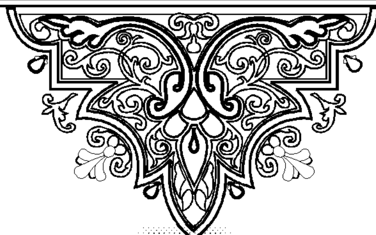
مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
SC1286

سلسلۂ فیضانِ عشرۂ مبشرہ کے ساتویں صحابی



حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ



پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ

(دعوت اسلامی)

شعبہ فیضانِ صحابہ

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحبک یا حبیب اللہ

نام کتاب: حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

پیش کش: شعبہ فیضانِ صحابہ واہل بیت (مجلس المدینۃ العلمیہ)

سن طباعت: صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بمطابق جنوری ۲۰۱۲ء

ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ حوالہ: 174

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

''حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

E.mail.ilmia@dawateislami.net

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی)

صفحہ	عنوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”فیضانِ عَشَرۂ مُبَشَّرہ“ کے چودہ حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”14 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دو مدنی پھول:

- ......بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
- ......جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے ان نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) ﴿5﴾ رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ ﴿6﴾ حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور ﴿7﴾ قِبلہ رُو مطالَعہ کروں گا ﴿8﴾ قرآنی آیات اور ﴿9﴾ احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا ﴿10﴾ جہاں جہاں ”**اللہ**“ کا نامِ پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ ﴿11﴾ اور جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا ﴿12﴾ اس حدیثِ پاک **تَھَادَوْا تَحَابُّوْا** ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، الحدیث: ۱۷۳۱، ج ۲، ص ۴۰۷) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ﴿13﴾ سیرتِ صحابہ پر عمل کی کوشش کروں گا ﴿14﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ **اِنْ شَآءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ (ناشرین کو کتابوں کی اَغلاط صرف زبانی بتا دینا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

فہرست





خُلقِ اسلام

اسلام میں حیا کو بَہُت اَہَمِّیَّت دی گئی ہے۔ چُنانچِہ حدیث شریف میں ہے: بے شک ہر دین کا ایک خُلق ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے۔(سُنَن ابن ماجہ ج۴ ص۴۶۰ حدیث ۴۱۸۱ دارُالمَعْرِفۃ بیروت) یعنی ہر اُمَّت کی کوئی نہ کوئی خاص خَصلت ہوتی ہے جو دیگر خصلتوں پر غالِب ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خصلت حیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدينة العلمية

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے مُتَعَدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدينة العلمية**'' بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلما و مُفتیانِ کرام كَثَّرَهُمُ اللهُ تَعَالٰى پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت
(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب
(۴) شعبۂ تراجمِ کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۶) شعبۂ تخریج

''**المدينة العلمية**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق **حتَّی الْوُسْع** سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اوراسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اوراَشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور **مجلس** کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اوردوسروں کوبھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **''دعوتِ اسلامی''** کی تمام مجالس بَشُمُول **''المدینۃ العلمیۃ''** کودن گیارہویں اوررات بارہویں ترقّی عطافرمائے اور ہمارے ہرعملِ خیرکوزیورِاخلاص سے آراستہ فرما کردونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

عالَمِ زیست پر ہر طرف مایوسی اور محرومی کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے، انسانیت اخلاقی پستی کا شکار تھی کہ عالم کے نجات دہندہ، محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور ان تمام زنجیروں کو کاٹ ڈالا جن میں انسانیت بری طرح جکڑی ہوئی تھی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیضِ تربیت کے اثر سے انسانیت اخلاقی پستیوں سے نکل کر آسمان کی بُلندیوں کو چھونے لگی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی رات دن کی کوشش سے جو نیازمند تیار کئے وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور عشق میں اتنے سرشار اور وارفتہ تھے کہ اپنے آقا کے اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کر دینا سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر حکم کی تعمیل اور پیروی ان کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی اور شمعِ رسالت کے ان پروانوں نے اپنی بے مثال محبت کا ثبوت دیتے ہوئے جب بی بی آمنہ کے لال، رسولِ بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اپنی جانیں نثار کیں تو ربّ ذوالجلال عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی رضا کا مژدۂ جاں فزا کچھ یوں سنایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ؕ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: **اللہ** ان سے راضی اور وہ **اللہ** سے راضی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فیضِ نبوت سے تربیت پانے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا مژدہ حاصل کرنے والی ان ہستیوں نے اسلام کی ترویج واشاعت کے

لئے جو قربانیاں دیں ان کا حقیقی صِلہ تو یقیناً انہیں آخرت میں ملے گا مگر کچھ ہستیاں ایسی بھی تھیں جنہیں دنیا میں ہی جنّت کی نوید پر بہار سنائی گئی۔ یوں تو مختلف اوقات میں جنّت کی بِشارت پانے والے صحابۂ کرام کئی ہیں مگر دس ایسے جلیل القدر اور خوش نصیب صحابہ ہیں جن کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسجد نبوی کے منبر شریف پر کھڑے ہو کر ایک ساتھ نام لے کر جنتی ہونے کی خوش خبری سنائی۔ ان خوش نصیبوں کو ''عَشْرَۂ مُبَشَّرَہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ﴿۱﴾ حضرت ابو بکر صدیق ﴿۲﴾ حضرت عمر فاروق ﴿۳﴾ حضرت عثمان غنی ﴿۴﴾ حضرت علی مرتضیٰ ﴿۵﴾ حضرت طلحہ بن **عبید اللہ** ﴿۶﴾ حضرت زبیر بن العوام ﴿۷﴾ حضرت عبدالرحمن بن عوف ﴿۸﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص ﴿۹﴾ حضرت سعید بن زید ﴿۱۰﴾ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان۔ ①

عاشقانِ رسول کو دربارِ نبوت کے ان چمکتے ستاروں کی سیرت سے آگاہ کرنے کے لئے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کے تحت ایک شعبہ بنام **"فیضانِ صحابہ و اہل بیت"** کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ پیشِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول **المدینۃ العلمیۃ** کو دن 11 ویں اور رات 12 ویں ترقّی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

① ......سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ۳۷۶۸، ج ۲، ص ۲۱۶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْن
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ؕ

حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ

دُرُود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرّحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں مسجدِ نبوی شریف میں داخل ہوا تو میں نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مسجد سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتّباع میں مسجد سے باہر نکل کر آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری موجودگی کی پرواہ نہ کی، یہاں تک کہ آپ ایک باغ میں داخل ہوئے اور قبلہ رو ہو کر ایک طویل سجدہ فرمایا۔ میں کچھ فاصلے پر آپ کے پیچھے کھڑا تھا آپ کے طوِیل سجدے کے سبب مجھے گُمان ہوا کہ شاید **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو ظاہری وفات دے دی ہے۔ میں چلتا ہوا آپ کے قریب پہنچا اور اپنے سر کو جُھکا کر آپ کے رُخِ انور کی زِیارت کرنے لگا، اسی وقت سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سرِ اقدس کو سجدے سے اٹھایا اور مجھے اس حالت میں دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اے عبدالرحمن بن عوف تمہیں کیا ہوا؟'' میں نے عرض کی: (**یارسول اللّٰہ** صَلَّی

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!) جب آپ نے سجدے کو بہت طویل فرما دیا تو مجھے یہ گُمان ہوا کہ شاید **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو وفاتِ ظاہِری دے دی ہے، اسی لیے میں جُھک کر آپ کے رُخِ انور کی زِیارت کر رہا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم نے مجھے باغ میں داخل ہوتے دیکھا تھا اس وقت میں نے جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات کی انہوں نے مجھے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ خوشخبری دی کہ: **''آپ کا جو اُمّتی آپ پر سلام بھیجے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سلام بھیجے گا اور جو اُمّتی آپ پر درود بھیجے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر درود بھیجے گا۔''** [1]

دُرود ان پہ بھیجو ، سلام ان پہ بھیجو
یہی مومنوں سے خُدا چاہتا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خوش نصیب تاجر

مکّے کا ایک نوجوان اور مالدار تاجِر اپنی امانت اور تِجارتی مَہارت کی بِنا پر کافی شُہرت رکھتا تھا، وہ تِجارت کی غَرَض سے دُور دَراز مُلکوں کا سفر کرتا اور بغرضِ تجارت ملکِ یمن جانے کا بھی اِتّفاق ہوتا۔ اس تاجِر کے اسلام قَبول کرنے کا واقعہ بڑا ہی ایمان اَفروز ہے۔ چنانچہ اس کے بیان کا خُلاصہ کچھ یوں ہے کہ

[1] ……مسند ابی یعلٰی الموصلی، الحدیث: ۸۶۶، ج ۱، ص ۳۵۸

میرا یا میرے والد کا جب بھی یمن جانا ہوتا تو ہم **عَسْکَلَان بِنْ عَوَاکِن حِمْیَرِی** کے پاس ٹھہرتے جو ایک جہاں دِیدَہ اور صاحبِ فِراسَت شخص تھا، میں جب بھی جاتا وہ مَکَّۂ مُکَرَّمہ، کعبۂ مُشرَّفہ اور زَم زَم شریف کے بارے میں پوچھا کرتا اور یہ سوال بھی ہمیشہ پوچھتا کہ کیا تمہارے ہاں کسی ایسے شخص کا ظُہور ہوا ہے جس کا چَرچا بہت زیادہ ہو؟ یا کسی نے تمہارے دین کی مُخالفت تو نہیں کی؟ مگر ہر بار میں نَفی میں جواب دیتا اور قُریش کے دیگر مُختلِف اَشْراف کا ذِکر کرتا یہاں تک کہ جب میں **سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بِعْثَت کے سال **عَسْکَلَان بِنْ عَوَاکِن حِمْیَرِی** کے پاس یَمَن پہنچا تو وہ بہت لاغر و کمزور ہو چُکا تھا اور اس کی قُوّتِ سَماعَت و بِینائی بھی مُتاثر ہو چکی تھی، آنکھوں پر پٹّی بندھی ہونے کے سبب اس نے مجھ سے تَعارُف کے لئے میرا نَسَب نامہ پوچھا۔ میں نے نَسَب بتانا شُروع کیا تو وہ فوراً مجھے پہچان گیا اور کہنے لگا: اے مُعزَّز زُہری مہمان! بس یہی کافی ہے۔ پھر کہنے لگا: کیا میں تم کو ایک ایسی عجیب و غریب اور اچّھی خبر نہ دوں جو تمہارے لئے تجارت سے زیادہ نَفع مند ہو؟ میرے ''ہاں'' کہنے پر وہ کچھ یوں گویا ہوا: ''گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک ایسا نبی مَبْعوث فرمایا ہے جسے اس نے مَقامِ مُصطَفٰے و مُرتَضٰی پر فائز کیا ہے، اس پر کتاب نازِل فرمائی

جائے گی اور اسے بہت زیادہ انعام واکرام سے نوازا جائے گا، وہ بُت پَرستی سے روکے گا اور اسلام کی دعوت دے گا، حَق پر عمل کرنے کا حکم دے گا اور خود بھی حق کا پیروہوگا، باطِل سے نہ صرف روکے گا بلکہ اسے جَڑ سَمیت اُکھاڑ پھینکے گا۔"

اس صاحبِ فِراسَت حِمْیَری (یمنی) بوڑھے کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئیں اور میں نے بڑی بے تابی سے اس نبی کے قبیلے کے مُتعلِّق سوال کیا تو اس نے بتایا کہ وہ بنی ہاشِم سے ہے اور تم اُن کے رشتے دار ہو۔ میری خیر خواہی کرتے ہوئے اس نے مجھے نصیحت کی: "اپنے قیام کو مُختصر کر کے جلد لوٹ جاؤ اور جا کر ان کی تَصدیق کے ساتھ ساتھ ان سے تَعاوُن بھی کرو اور یہ اَشعار میری طرف سے اُن کی بارگاہ میں پیش کرنا۔"

چند اَشعار اور ان کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

اَشْھَدُ بِاللّٰہِ ذِی الْمَعَالِی ...... وَفَالِقِ اللَّیْلِ وَالصَّبَاحِ

ترجمہ: اس ربّ ذوالجَلال کی قسم! جو بُلندیوں والا اور روز وشب کو ایک دوسرے سے نکالنے والا ہے۔

اِنَّکَ فِی السِّرِّ مِنْ قُرَیْشٍ ...... یَا ابْنَ الْمُفَدّٰی مِنَ الذِّبَاحِ

ترجمہ: اے اس ہستی کے فَرزندِ اَرجمند جس کی جان کے بدلے جانوروں کو ذبح کر کے فِدیہ دیا گیا! یقیناً آپ کا تَعلُّق عظمت وشَرافت میں قُریش سے ہے۔

اُرْسِلْتَ تَدْعُوْ اِلٰی یَقِیْنٍ ...... تُرْشِدُ لِلْحَقِّ وَ الْفَلَاحِ

ترجمہ: آپ کو بھیجا گیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو مَنزلِ یقین کی طرف بُلائیں اور انہیں حق وفَلاح کی راہ دکھائیں۔

اَشْھَدُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُوْسٰی ...... اِنَّکَ اُرْسِلْتَ بِالْبِطَاحِ

ترجَمہ: اس ربّ ذوالجلال کی قسم! جو سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ربّ ہے بے شک آپ وادیٔ بَطحا میں جلوہ اَفروز ہو چکے ہیں۔

فَکُنْ شَفِیْعِیْ اِلٰی مَلِیْکٍ ...... یَدْعُو الْبَرَایَا اِلَی الْفَلَاحِ

ترجَمہ: اے شَفیعِ دوجہاں! اس ربّ کائنات کی بارگاہِ ناز میں میری شَفاعت کیجئے جو لوگوں کو فَلاح وکامرانی کی طرف بُلاتا ہے۔

میں نے یہ اشعار یاد کر لیے، پھر اپنے کاروباری مُعاملات کو جلد از جلد پورا کر کے واپس مکّۂ مکرّمہ لوٹ آیا اور حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات کر کے انہیں سارے واقعے سے آگاہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ مَبْعوث ہونے والے نبی حضرت سیِّدُنا عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فَرزند ارجمند ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ساری مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جاؤ! ان کی بارگاہ میں حاضری کا شَرف حاصِل کرو۔ چنانچہ میں بارگاہِ نُبوت میں حاضری کے لئے چل پڑا، اس وقت سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمّ المومنین

حضرت سَیِّدَتُنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف فرما تھے۔ میں نے داخِل ہونے کی اجازت طَلَب کی، مجھ پر نظر پڑتے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میں ایک خوش نصیب چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور اس کے لئے مجھے خیر ہی کی اُمّید ہے۔'' پھر اِسْتِفْسار فرمایا: ''یہاں آنے سے قبل تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا اے **ابو محمد**؟'' میں نے عرض کی یہ تو آپ ارشاد فرمایئے کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''تمہارے پاس میرے لئے ایک امانت ہے'' یا ارشاد فرمایا: ''کسی نے تمہارے ہاتھ میرے لیے ایک پیغام بھیجا ہے، جلدی سے مجھے بتاؤ کیونکہ وہ (پیغام بھیجنے والا) **حِمْیَر** کا رہنے والا اور خَواص مومنین سے ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ پیار بھرا انداز (اور معجزۂ غیب دانی) دیکھ کر میں فوراً مسلمان ہوگیا۔ پھر میں نے اپنے بوڑھے **حِمْیَری** میزبان کے (والہانہ جذبات کی عَکّاسی کرنے والے) عَقیدت سے بھرپور اشعار حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سنائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کئی لوگ ایسے ہیں جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور میری رسالت کی تصدیق بھی کرتے ہیں، یہ تمام لوگ میرے سچّے بھائی ہیں۔'' [1]

---

[1]……تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم ۳۹۱۱ عبدالرَّحمن بن عوف، ج۳۵، ص ۲۵۰ تا ۲۵۲ ملتقطاً

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

جب حُسن تھا اُن کا جلوہ نُما انوار کا عالَم کیا ہو گا
ہر کوئی فِدا ہے بِن دیکھے دیدار کا عالَم کیا ہو گا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یہ خوش نصیب تاجر کون تھے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ خوش نصیب تاجِر کون تھے؟ اسلام قبول کرنے سے پہلے مکے کے یہ خوش نصیب تاجر **عَبْدِ عَمْرو یا عَبْدُ الْکَعْبہ** کے نام سے جانے جاتے تھے مگر جب انہوں نے محبوب ربِّ داوَر، شَفیعِ روزِ مَحشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دامنِ رحمت تھاما تو انہیں نہ صرف کفر کے اندھیروں سے نکال کر نورِ حق کی ضِیا باریوں سے فَیضیاب فرمایا بلکہ ایک نیا نام اور نئی پہچان عطا فرماتے ہوئے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ پر ایمان رکھنے والا بندہ بنا دیا اور آج ہم سب انہیں حضرت سیِّدُ نا **عبدالرحمٰن بن عوف** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام سے جانتے ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا امام اِبنِ سیرِین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن سے مروی روایت میں ہے کہ اسلام لانے سے قبل آپ کا نام **عَبْدُ الْکَعْبہ** تھا۔ نیز حضرت سیِّدُ نا عبد

الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود فرماتے ہیں کہ پہلے میرا نام **عَبْدِ عَمْرو** تھا مگر جب اسلام کی دولت نصیب ہوئی تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا نام تبدیل فرما دیا۔ ①

دامنِ مصطفٰے سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اُس کا زمانہ ہو گیا

بُرے نام کو بدل دیا جائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ بُرے نام کو بدل دینا چاہیے جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں خود **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام تبدیل فرما دیا۔ نام تبدیل کرنے سے مُتعلِّق مزید تین اَحادیث مُبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......امیرُ الْمؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک بیٹی کا نام **عاصِیَہ** تھا، حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا نام تبدیل فرما کر **جمیلہ** رکھ دیا۔ ②

(۲)......اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیِّدَتُنا جویریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نام پہلے **بَرَّہ** تھا،

---

[1]......معرفة الصحابة، معرفة عبد الرحمن بن عوف، الحديث: ۴۵۵، ۴۵۶، ج ۱، ص ۱۳۰

[2]......صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب إستحباب تغيير الإسم القبيح إلى حسن......الخ، الحديث: ۱۵ / ۲۱۳۹، ص ۱۱۸۱

سرورِعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (بَرَّہ سے) بدل کر جُوَیرِیہ رکھ دیا۔[1]

(۳)...... **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم برے نام کو (اچھّے نام سے) بدل دیتے تھے۔[2]

روزِ قیامت نام سے پکارا جائے گا

والدین کو چاہیے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں کہ یہ ان کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اورایسا بنیادی تحفہ ہے جو عمر بھر اس کی پہچان بنا رہے گا یہاں تک کہ جب حشر بپا ہوگا تو مالکِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اسے اسی نام سے پکارا جائے گا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔''[3]

اس حدیثِ پاک میں اُن لوگوں کے لیے بہت اہم مَدَنی پھول ہے جو عموماً شرعی مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بچّوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن

---

[1] ......صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث: ۲۱۴۰، ص ۱۱۸۲

[2] ......سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، الحدیث: ۲۸۴۸، ج ۴، ص ۳۸۲

[3] ......سنن ابی داود، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، الحدیث: ۴۹۴۸، ج ۴، ص ۳۷۴

کے کوئی مَعانی نہیں ہوتے یا پھر اچّھے مَعانی نہیں ہوتے ، ایسے نام رکھنے سے بچا جائے بلکہ چاہئے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اَسمائے مُبارکہ ، صحابۂ کرام وتابِعین عُظام اور اَولیائے کِرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے مُبارک ناموں پر نام رکھے جائیں ، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ بچّوں کا اپنے اَسلاف سے رُوحانی تَعلُّق قائم ہوگا اور دوسرا اُن نیک ہستیوں سے موسوم ہونے کی برکت سے ان کی زندگی پر مدنی اثرات مُرتب ہوں گے ، نیز کل بروزِ قیامت اُنہیں اِن مبارک ناموں سے پکارا جائے گا ۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ نام

تاجدارِ رسالت ، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا : ’’ تمہارے ناموں میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں ۔ ‘‘ [1]

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مُشْتَمِل کتاب ، ’’ بہارِ شریعت ‘‘ جلد سوم صَفْحَہ 601 پر صدرُ الشَّریعہ ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی مذکورہ

[1] ...... صحیح مسلم ، کتاب الآداب ، باب بیان مایستحب من الاسماء ، الحدیث ۲۱۳۲ ، ص ۱۱۷۸

بالا حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''حدیث میں جو اِن دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعَالٰی کے نزدیک پیارا فرمایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام **عبد** کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر **عبد اللّٰہ و عبد الرحمن** ہیں، وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہِلیّت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام **عبد شمس** اور کسی کا **عبد الدار** ہوتا۔'' نیز اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نام **محمد و احمد** سے بھی افضل ہیں، کیونکہ **رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسم پاک ''**محمد و احمد**'' ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے منتخب فرمائے، اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لیے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ [1]

''محمد'' نام رکھنے کی فضیلت پر تین فرامینِ مصطفےٰ

(۱)......جسکے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام ''**محمد**'' رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ [2]

---

[1]......بہارِ شریعت، ج۳، ص ۶۰۱

[2]......کنز العمال، کتاب النکاح، الباب السابع فی بر الاولاد وحقوقھم، الحدیث: ۴۵۲۱۵، ج۸، الجزء السادس عشر، ص ۱۷۵

(۲)......روزِ قیامت دو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حُضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنّت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنّت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنّت کا نہ کیا۔ رب عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: جنّت میں جاؤ میں نے حَلَف فرمایا ہے کہ جس کا نام **احمد** یا **محمد** ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔ (۱)

(۳)......رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے فرمایا: مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔ (۲)

نام محمد رکھنے کے آداب کے متعلق مدنی پھول

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں نامِ **مُحَمَّد** رکھنے کے فضائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ صرف **مُحَمَّد** یا **اَحْمَد** نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اَسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔ (۳) اور ایک مَقام پر فرماتے ہیں کہ فقیر **غَفَرَ اللہ تَعَالٰی** نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف **مُحَمَّد** نام رکھا پھر نام

---

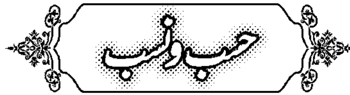
(۱)......فردوس الاخبار، الحدیث: ۸۵۱۵، ج ۲، ص ۵۰۳

(۲)......کشف الخفاء، حرف الخاء، الحدیث: ۱۲۴۳، ج ۱، ص ۳۴۵

(۳)......فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۶۹۱

اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے۔[1]

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کے مطبوعہ 32 صفحات پر مُشْتَمِل رسالے "**عقیقہ کے بارے میں سوال جواب**" **صَفْحَہ 19** پر نامِ **مُحَمَّد** رکھنے کے فضائل ذکر کرنے کے بعد عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه فرماتے ہیں: آج کل **مَعَاذَ الله** نام بِگاڑنے کی وَبا عام ہے حالانکہ ایسا کرنا گناہ ہے اور **مُحَمَّد** نام کا بِگاڑنا تو بہت ہی سخت تکلیف دِہ ہے۔ لہٰذا عقیقہ میں نامِ **مُحَمَّد** یا **اَحْمَد** رکھ لیجئے اور پکارنے کے لیے مثلاً بلال رضا، ہِلال رضا، جمال رضا، کمال رضا، عُبید رضا، جنید رضا، اُسید رضا، زید رضا وغیرہ رکھ لیا جائے۔ اسی طرح بچیوں کے نام بھی صحابیات و ولیات کے ناموں پر رکھنا مناسب ہے جیسا کہ سکینہ، زرینہ، جمیلہ، فاطمہ، زینب، میمونہ، مریم وغیرہ۔[2]



حسب و نسب

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پورا نام **عبد الرحمن بن عوف** بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی زہری اور کنیت ابو محمد ہے۔ قریش کے

---

[1] ……فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۶۸۹

[2] ……عقیقے کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۹

خاندانِ بَنو زُہرہ سے تَعلُّق رکھتے تھے،سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجِدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی اسی خاندان سے تھیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ **نَجِیْبُ الطَّرَفَیْن** تھے یعنی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے شریف اور خوش بَخت تھے، باپ کی جانب سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ خوش بَختی ملی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا سلسلۂ نَسَب چَھٹی پُشت میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب سے جاملتا ہے۔

آپ کی والدہ کا تعارف

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ ماجدہ کا پورا نام شِفا بنت عوف بن عبد بن حارث بن زُہرہ تھا، ان کا تَعلُّق بھی زہری خاندان سے تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ہجرت کی سَعادت حاصل ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نہایت ہی مُتّقی اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طَیِّبہ میں ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے انتقال کے بعد آپ کے لاڈلے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: **یارسولَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کرسکتا ہوں؟ سَرْوَرِ دو

عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ تو آپ نے والدہ کی طرف سے غلام آزاد کر دیا۔[1]

اپنی نسبت سے میں کچھ نہیں ہوں اس کرم کی بدولت بڑا ہوں
انکے ٹکڑوں سے اعزاز پا کر تاجداروں کی صف میں کھڑا ہوں

آپ کی پیدائش

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عمر میں محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تقریباً دس سال چھوٹے تھے۔ اس لیے کہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عامُ الْفِیل کے دس سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔[2] جبکہ باذنِ پروردگار دو عالَم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واقعۂ فیل کے سال دنیا میں تشریف لائے۔

اولاد و ازواج

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کم وبیش ۱۵ نکاح فرمائے، جن سے آپ کے ۲۰ بیٹے اور ۸ بیٹیاں ہوئیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ازواج کے نام اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کی تفصیل کچھ یوں ہے:

---

[1]……الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، الرقم ۱۱۳۸۰ الشفاء بنت عوف، ج۸، ص۲۰۳

[2]……الطبقات الکبری، ومن بنی زھرۃ بن کلاب بن مرۃ، ج۳، ص۹۲

نمبر شمار	ازواج	بیٹے	بیٹیاں	کل تعداد
1	اُمِّ کُلثوم بنت عُتْبہ بن رَبیعہ	سالِم اَکبر	......	1
2	بنت شَیبہ بن رَبیعہ	......	ام قاسم	1
3	اُمِّ کُلثوم بنت عُقْبہ بن ابی مُعیط	محمد، ابراہیم، حمید، اسماعیل	حمیدہ، امۃ الرحمن	6
4	سَہلہ بنت عاصِم بن عَدی	معن، عمر، زید	امۃ الرحمن صغری	4
5	بَحریّہ بنت ہانی بن قبیصہ	عروہ اکبر	......	1
6	سَہلہ بنت سُہیل بن عَمرو	سالم اصغر	......	1
7	اُمِّ حکیم بنت قارظ بن خالد	ابوبکر	......	1
8	بنت ابو الحیس بن رافع بن امرء القیس	عبداللہ	......	1
9	تُماضر بنت اصبغ بن عمرو	ابوسلمہ (عبداللہ اصغر)	......	1
10	اسماء بنت سلامہ بن مُخَرِّبہ	عبدالرحمن	......	1
11	اُمِّ حُرَیث	مصعب	آمنہ و مریم	3
12	مجد بنت یزید بن سلامہ	سہیل (ابوالابیض)	......	1
13	غزال بنت کِسریٰ	عثمان	......	1

14	زینب بنت صباح بن ثعلبہ	......	ام یحییٰ	1
15	بادیہ بنت غیلان بن سلمہ	......	جویریہ	1
......	......	عروہ، یحییٰ، بلال	......	3
کل تعداد	ازواج=15	بیٹے=20	بیٹیاں=8	28

مُحَمَّد وہی بیٹے ہیں جن کے نام سے حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ''ابو محمد'' ہے۔ **غزال بنت کسری** یہ اُمِّ وَلَد تھی اور یوم مدائن حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قیدیوں میں تھی۔ نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تین بیٹوں عُروہ، یحییٰ اور بلال کی آگے اولاد نہ ہوئی اور ان تینوں کی مائیں بھی ام ولد ہی تھیں۔ [1]

حلیہ مبارکہ

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا جسمانی حُلیہ کچھ یوں تھا: ''رنگت سُرخی مائل سفید، چہرہ چاند جیسا حسین، گال گلاب کی طرح نرم و ملائم، آنکھیں کشادہ اور لمبی پلکوں والی، ناک لمبی اور خوشنما، ہتھیلیاں اور انگلیاں موٹی موٹی تھیں، نیز داڑھی شریف اور سر کے بال آخر عمر تک سیاہ ہی رہے۔'' [2]

---

[1]...... الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر ازواج عبد الرحمن بن عوف وولدہ، ج ۳، ص ۹۴

[2]...... اسد الغابۃ، حضرت عبد الرّحمن بن عوف، ج ۳، ص ۵۰۰

حیاتِ مبارکہ کی چند جھلکیاں

حضرت سیِّدُ نا ابونعیم رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (مُتَوَفّٰی ٤٣٠ھ) حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء میں حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مبارک حیات کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں: ❁......حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فَراخ دستی و مالداری میں سادہ زندگی بسر کرتے ❁......اپنا مال، مال و دولت عطا کرنے والے ربِّ منّان عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کر دیتے ❁......مال کی وجہ سے آنے والی آزمائش وسرکشی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ❁......خوشی ہو یا غمی ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ہی لو لگائے رکھتے ❁......دوست احباب کی جدائی کا خوف رکھتے ❁......قلب و نگاہ کے ذریعے عبرت حاصل کرتے رہتے ❁......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس مال بہت زیادہ تھا غریبوں، مسکینوں پر احسان فرماتے انہیں خود اپنے ہاتھوں سے عطیات دیتے ❁......فقیروں اور ناداروں پر خرچ کرنے میں مالداروں کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتے تھے۔[1]

خوش بختیوں کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خوش بختیوں اور کرم نوازیوں کے کسی کی

---

[1]......حلیۃ الاولیاء، الرقم ٩ عبد الرحمن بن عوف، ج ١، ص ١٤١، ملتقطاً

طرف رُخ کرنے کے کئی اَسباب ہوتے ہیں، ان میں سے ایک اہم سبب بندے یا اس کے والدین کا کوئی نیک عمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ جب حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے دو یتیم بچّوں کے گھر کی گرتی ہوئی دیوار کو دُرُست فرمایا تھا اس کا سبب نہ تو وہ بچّے تھے اور نہ ہی ان کی بستی والے بلکہ ان کے اَجداد میں سے ایک شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نیک بندہ تھا۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (پ۱۶، الکھف: ۸۲) ترجمۂ کنزالایمان: اوران کا باپ نیک آدمی تھا۔

صدرُالاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْهَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس نیک آدمی کے مُتعلِّق فرماتے ہیں: ''اس کا نام کَاشِح تھا اور یہ شخص پرہیز گار تھا۔ حضرت محمد بن مُنکدِر رَحِمَہُ اللّٰہ نے فرمایا اللہ تَعَالٰی بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد کو اور اس کے کُنبہ والوں کو اور اس کے محلّہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔''

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 853 صَفحات پر مُشتَمِل کتاب ''**جہنّم میں لے جانے والے اعمال**'' جلد اوّل **صفحہ** 65 پر ہے کہ ان یتیم بچّوں کا وہ نیک باپ ان کی ماں کا ساتواں دادا تھا۔[1]

---

[1]...... جھنم میں لے جانے والے اعمال، ج ۱، ص ۶۵

خوش بختی کا پہلا سبب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دروازے پر خوش بختیوں نے جو ڈیرے ڈال رکھے تھے اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ پیدائشی خوش بخت اور نیک خصلت تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا **حُمَید** بن عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر بیماری کے سبب بے ہوشی طاری ہوئی تو سب نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے ہیں۔ چنانچہ، میری والدہ ماجدہ حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کُلثوم بنتِ عُقْبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا (جزع فزع کرنے کے بجائے) فوراً مسجد کی طرف بڑھیں تا کہ اِس اَنْدوہناک صدمے پر صبر میں مدد چاہنے کے لئے ربّ ذو الجلال کے اس فرمان پر عمل پیرا ہوں: ﴿**اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ**﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۵۳) ”ترجمۂ کنز الایمان: نماز اور صبر سے مدد چاہو۔“ مگر کچھ ہی دیر میں حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوش آیا تو آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بڑائی و بزرگی بیان کی یعنی **اَللہُ اَکْبَر** کہا اور سب گھر والوں نے بھی **اَللہُ اَکْبَر** کہا۔ پھر آپ ہم سے پوچھنے لگے: ”کیا مجھ پر غَشی طاری ہوگئی تھی؟“ ہم نے عرض کی: ”جی ہاں“ تو آپ نے بتایا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے جن میں سے

ایک نہایت ہی سخت لہجے میں بات کرنے والا تھا، کہنے لگے: ''چلیں ہمارے ساتھ تاکہ ہم آپ کا فیصلہ **بارگاہِ رَبُّ العِزَّت** سے معلوم کریں کہ آپ خوش بخت ہیں یا نہیں؟۔'' پھر دونوں مجھے لے کر چل دیئے، راستے میں ایک تیسرا فرشتہ ملا اور اُس نے اِن دونوں سے پوچھا: ''انہیں کہاں لے جا رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم انہیں **اَلعَزِیز الاَمِین** (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ) میں لے جا رہے ہیں۔'' تو اس فرشتے نے کہا: ''ان کو واپس لے جاؤ کیونکہ یہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے ماں کے پیٹ میں ہی خوش بختی و مغفرت لکھ دی گئی تھی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جب تک چاہے گا ان کی اولاد کو ان سے نفع پہنچائے گا۔'' اس واقعے کے بعد حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک ماہ تک زندہ رہے، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہو گیا۔[1]

خوش بختی کا دوسرا سبب

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خوش بختی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک ایسی بے مثال ماں کے لال ہیں جس کی خوش بختی پر دونوں جہاں رشک کرتے ہیں کیونکہ جب پیکرِ حُسن و جمال، صاحب جُودو

---

[1] ......المصنف لعبدالرزاق، باب القدر، الحدیث: ۲۰۲۳۴، ج ۱۰، ص ۱۴۶

دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ما قیل لعبد الرحمن بن عوف فی غشینہ، ج ۷، ص ۴۳

نَوال، رسولِ بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کفر وشرک اور وَحْشت وبَربَرِیّت کے گُھپ اندھیروں کو دور کرنے، **عَالَمِیْن** کے لیے رحمت بن کر مادَرِ گیتی پر جلوہ اَفروز ہوئے تو دنیا میں سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کرنے والے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ اَطْہر کو چھونے والے ہاتھ حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ ماجدہ حضرت سَیِّدَتُنا شِفا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے تھے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ''شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے ہاتھوں پر جلوہ افروز ہوئے۔'' [1]

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! حضرت سَیِّدَتُنا شِفا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی قسمت پر قربان! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حُضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا میں تشریف لاتے ہی جو خدمت کی سعادت حاصل کی تھی خدائے **اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن** نے اس کے طفیل بطورِ انعام انہیں اور ان کی اولاد کو جہنّم کی آگ سے براءت کا پروانہ عطا فرما دیا کیونکہ جب حضرت سیِّدُ نا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس موجود اس رومال پر دنیا کی آگ حرام ہوسکتی ہے [2] جسے

---

[1] ......الشفاء، فصل فی ماظہر من الایات عند مولدہ، ج ۱، ۳٦٦

[2] ......شواھد النبوۃ، رکن خامس، ص ۱۸۱

سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُوئے انور سے مَس ہونے کا شرف حاصل تھا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دنیا میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے وقت جن آنکھوں نے رُخِ زیبا کا دیدار کیا ہو اور جن ہاتھوں نے سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ نازکو چھونے کا شرف پایا ہو ان آنکھوں یا ہاتھوں پر جہنَّم کی آگ حرام نہ ہوتی۔ پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس پہلی خادِمہ کو اولاد سمیت اپنے دامنِ رحمت میں شرفِ قَبولِیّت عطا فرماتے ہوئے نہ صرف اسلام کی دولت سے نوازا بلکہ ہجرت کی سعادت بھی عطا فرمائی اور حضرتِ سَیِّدَتُنا شِفا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے اس لختِ جگر یعنی حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان دس خوش نصیبوں میں شامل فرما دیا جنہیں دنیا ہی میں جنّت کی نوید ملی۔ چنانچہ،

رسول اللہ کی طرف سے جنتی ہونے کی بشارت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، **عبد الرحمن بن عوف**، سعد بن ابی وقاص، سعید اور ابو عبیدہ بن جراح (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن) جنتی ہیں۔''[1]

---

[1]......سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ۳۷۶۸، ج۵، ص ۴۱۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مُجدّدِ دِین ومِلّت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے مشہورِ زمانہ کلام ''**مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام**'' میں عشرہ مبشرہ کے مُتعلّق ارشاد فرماتے ہیں:

وہ دسوں جنکو جنّت کا مُژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے جنتی ہونے کی بشارت

حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ بن عباس** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: شام کے تاجِروں کا ایک قافلہ حضرت سیِّدُ نا **عبد الرحمن بن عوف** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے آیا تو وہ اس پورے قافلے کو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے آئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنّتی ہونے کی دعا دی، اسی وقت حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نازل ہوئے اور یوں عرض کی: ''(**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!) بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے، اور فرماتا ہے: ''**عبد الرحمن بن عوف** کو میرا سلام دو اور انہیں میری طرف سے بھی جنت کی خوشخبری دو۔''[1]

[1]……الریاض النضرہ، ج ۲، ص ۳۰۵

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ماں کے پیٹ سے خوش بخت پیدا ہوئے تھے جس کا اندازہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بعثت نبوی سے قبل کی زندگی پر طائرانہ نظر ڈالنے سے بھی بخوبی ہوجاتا ہے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار گنتی کے اُن چند لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں بھی اُم الخَبائث (برائیوں کی ماں) یعنی شراب جیسی شے کو کبھی ہاتھ نہ لگایا حالانکہ اس وقت پورا معاشرہ اس بُرائی میں مبتلا تھا اور اسے مَعْیوب بھی نہ سمجھا جاتا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا حافِظ شہاب الدّین احمد بن علی بن حجر عَسقلانی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی (**مُتَوَفّٰی** ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب کو حرام جانتے تھے۔[1]

تو نشے سے باز آ ، مت پی شراب
دو جہاں ہو جائیں گے ورنہ خراب

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رفیقِ جنت کون

حضرت سیِّدُنا ابوذر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں داخل ہوئے اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا

---

[1] ……الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الرقم ۵۱۹۵ عبد الرحمن بن عوف، ج ۴، ص ۲۹۳

عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟'' انہوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' فرمایا: ''تمہارے والد یعنی ابوبکر جنّتی ہیں اور جنّت میں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا ابراھیم عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے، اور عمر جنّتی ہیں ان کے رفیق جنّت حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے، اور عثمان جنتی ہیں ان کا رفیق میں خود ہوں، اور علی جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا یحیی بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام ہوں گے، اور طلحہ جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے، اور زبیر جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے، اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا سلیمان بن داود عَلَیْہِمَا السَّلَام ہوں گے، اور سعید بن زید جنتی ہیں اور ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا موسی بن عمران عَلَیْہِمَا السَّلَام ہوں گے، **اور عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں اور ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا عیسی بن مریم** عَلَیْہِمَا السَّلَام **ہوں گے**، اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں اور ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا ادریس عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔'' پھر فرمایا: ''اے عائشہ! میں مرسلین کا سردار ہوں، تمہارے والد افضل الصدیقین ہیں اور تم ام المومنین ہو۔'' (1)

---

(1)……الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۳۵

تمام شرفا کے سردار

حضرت سیِّدُ ناعبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی خوش بَختی اور شَرافت وعظمت کے کیا کہنے کہ خودسرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں شُرَفا کا سردار فرمایا۔ چنانچہ،

خَاتَمُ الۡمُرۡسَلِیۡن، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ”**عَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَوۡف سَیِّدٌ مِنۡ سَادَاتِ الۡمُسۡلِمِیۡنۡ**“ یعنی حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ مسلمان شُرَفا کے سردار ہیں [1]

خدمتِ سرکار واہلِ بیتِ اطہار

حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت ونسبت کا یہ تعلُّق ہمیشہ بڑھتا ہی رہا اور آپ نے اپنی زندگی میں مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بجالانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتونِ جنّت

---

[1]……الرياض النضرة، جلد ٢، ص ٣٠٦

حضرت سَیِّدَتُنا فاطِمَۃُ الزَّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے دولت خانہ پرتشریف فرما ہیں، نوجوانانِ جنّت کے سردار حضرت سیِّدُ نا حسن وحسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو بھوک سے بیتاب دیکھ کر تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ''ہماری خدمت کی سعادت کون حاصل کرے گا؟'' اتنے میں حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک طَشت میں سَتّو، پنیر اور گھی سے تیار کردہ حلوے کے ساتھ دو تلی ہوئی روٹیاں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دنیاوی مُعاملات کے لیے کافی ہے اور تمہارے اُخروی مُعاملات کا میں خود ضامن ہوں۔''[1]

میرے پیارے آقا کی شان ہی نرالی ہے
دو جہاں کے داتا ہیں اور ہاتھ خالی ہے

سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فقر اختیاری تھا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے کہ رحمتِ عالَمِیان، مالِک دو جہان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فَقر (یعنی ظاہری مال واسباب کا کم ہونا) اختیاری تھا،

[1]......كنز العمال، تتمة العشرة، باب جامع العشرة المبشرة، الحديث: ٣٦٧٣٢، ج٧، الجزء ١٣، ص١٠٧ ملتقطاً

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فَقْر کو دُنیاوی تونگری پر اور آخرت کو دنیا پر خود ہی ترجیح دی، ورنہ خدا عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اَشْرف ترین مخلوق بنایا اور محبوبیّتِ خاص کا خِلْعَتِ فاخِرہ عطا فرمایا، اللہ اللہ! محبوبیّت کی وہ ادائیں کہ رب عَزَّوَجَلَّ خود ارشاد فرماتا ہے: ''لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا یعنی اے محبوب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اگر تمہیں نہ پیدا کرتا تو دنیا ہی کو نہ بناتا۔[1] عُلُوِّ مَرتَبت (مَراتِب کی بُلندی) کی یہ کیفیت کہ اپنے خزانوں کی کُنجیاں دے کر مُختارِ کُل بنا دیا، ایسے بادشاہ جن کے مُقدَّس سر پر دونوں عالَم کی حکومت کا چمکتا تاج رکھا گیا، ایسے رِفْعَت پناہ، جن کے مبارک پاؤں کے نیچے تختِ الٰہی بچھایا گیا، سَلاطینِ عالَم، دنیا کی نعمتیں بانٹنے والے، آپ کے در کی بھیک سے اپنی جھولیاں بھریں، بلکہ منہ مانگی مُرادیں پوری کریں، ایسے جَلیلُ القَدْر بادشاہ جن کی حکومت کا ڈنکا تمام آسمان وتمام روئے زمین میں بج رہا ہے، ان کے برگزیدہ گھر میں آسایش کی کوئی چیز نہیں، آرام کے اسباب تو درکنار، خشک کھجوریں اور جَو کے بے چھنے آٹے کی روٹی بھی تمام عمر پیٹ بھر کر نہ کھائی۔

کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

---

[1]……فردوس الاخبار، الحدیث: ۸۰۹۵، ج ۲، ص ۴۵۸

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

فقر کو اختیار کرنے کی حکمت

اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عیش وعِشْرت میں زندگی بَسر فرماتے اور آسائش وراحت محبوب رکھتے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پروردگار عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشی پر خوش ہونے والا دنیا میں جنّتوں کو اُتار کر رکھ دیتا۔ ایک بار آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو پیام بھیجا: ''کہو تو مکہ کے دو پہاڑوں کو سونے کا بنادوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہیں۔'' عرض کی: ''یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن کھا کر شکر بجالاؤں، ایک دن بھوکا رہ کر صبر کروں۔'' اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عیش وعشرت میں مشغول رہتے تو ''تکلیف ومصیبت'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکات سے محروم رہ جاتیں۔ [1]

اہلِ بیت کے حقیقی خدمت گار

ایک بار شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد جو میری اَزواجِ مُطَہَّرات (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ) کی چاکری

---

[1] ......سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف......الخ، الحدیث: ٢٣٥٤، ج ٤، ص ١٥٥

کرے گا وہ ''اَلصَّادِقُ وَالۡبَارّ'' (یعنی سچا اور نیک) ہو گا۔'' چنانچہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ کا حقیقی خدمتگار ہونے کا حق ادا کر دیا کہ جب بھی اُمَّہاتُ المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کو حج کے لئے یا کہیں اور جانا ہوتا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ ایک جانثار اور وفا شِعار سِپاہی کی طرح ساتھ ساتھ رہتے، امہات المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کے آرام اور پردے کا خوب اہتمام فرماتے، اس طرح کہ دورانِ سفر اونٹوں کے کجاووں پر سبز رنگ کی موٹی چادریں ڈال دیتے اور قیام کرنا ہوتا تو کسی ایسی محفوظ گھاٹی کا انتخاب فرماتے جہاں داخل ہونے اور نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہوتا (تا کہ کوئی بھی امہات المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کے آرام میں مُخِل نہ ہو سکے)۔[1]

اس در کا جب سے میں نوکر ہوا
سب سے اچھی مری نوکری ہو گئی
جبریل سے مجھے بھی ہے نسبت قریب کی
وہ بھی ہے اور میں بھی ہوں دربانِ مصطفٰے

زمین و آسمان میں امین

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو جس طرح اہلِ بیت

[1] ……الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الرقم ۵۱۹۵ عبد الرحمن بن عوف، ج ۴، ص ۲۹۲

اَظْہار کا خدمتگار ہونے کی وجہ سے ''**اَلصَّادِقُ وَ الْبَارّ**'' (یعنی سچا اور نیک) کا لقب عطا ہوا اسی طرح صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''**اَمِیْن**'' کا لقب عطا ہوا۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**عَبْدُ الرَّحْمٰن اَمِیْنٌ فِی السَّمَآءِ وَاَمِیْنٌ فِی الْاَرْض**'' یعنی حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زمین وآسمان میں امین (امانت دار) ہیں۔'' [1]

زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وکیل

حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہ نبوی سے ایک اور لقب ''**زمین میں اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کے وکیل**'' بھی عطا ہوا۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**عبد الرحمن بن عوف** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **زمین میں اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کے وکیل ہیں۔**'' [2]

---

[1]......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج ٤، ص ٢٩٢

[2]......الریاض النضرۃ، ج ٢، ص ٣٠٤

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی دعا

بعض دیگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی اُمَّہات المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کی خدمت میں اپنی جائیدادیں نذر کرتے تھے مگر حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بات ہی نرالی ہے، وہ نہ صرف اپنی جائیدادیں اُن کی نذر کرتے بلکہ ان کی دعاؤں سے بھی فیضیاب ہوتے تھے۔ چنانچہ،

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے حضرت ابوسلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ ایک بار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ سے) ارشاد فرمایا: ''میری اپنے بعد جن معاملات کی طرف خاص توجہ ہے ان میں تمہارا معاملہ بھی ہے کیونکہ صابرین کے علاوہ کوئی بھی تمہاری خدمت پر استقامت اختیار نہ کرے گا'' راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ام المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے میرے والد محترم کو یوں دعا دی: **''اے ابوسلمہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے باپ کو جنتی نہر سَلْسَبِیْل کے شیریں پانی سے سیراب فرمائے۔''** کیونکہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُمہات المومنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کی اپنے مال سے خوب خدمت کیا کرتے تھے،

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ جائیداد ہدیہ کی جو ۴۰ ہزار دینار میں فروخت ہوئی اوراسکے علاوہ ایک باغ بھی نذر کیا جو چار لاکھ درہم میں فروخت کیا گیا۔ [1]

مال میں برکت کی دعا اور اس کے ثمرات

حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت زیادہ دولت مند تھے، بلکہ ایسے عظیم دولت مند تھے کہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے فرمانِ عالیشان میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنّت میں داخل ہونے والا سب سے پہلا مالدار قرار دیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مالداری ودولت مندی میں اضافے کا سب سے بڑا سبب حُضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وہ دعائیں ہیں جن سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نوازا گیا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ دعا دیتے ہوئے سنا: ''**اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے مال میں برکت دے اور قیامت کے دن تمہارے حساب میں نرمی فرمائے۔**'' [2]

---

[1] ......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن عوف...الخ، الحدیث: ۳۷۷۰/۳۷۷۱، ج۵، ص۴۱۷

[2] ......الریاض النضرة، ج۲، ص۳۰۶

حضرت سیِّدُ نا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ایک بار سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کی: ''**یارسولَ اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا کُل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہِ خدا میں حاضر ہے اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے رکھ لئے ہیں۔'' اس پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں یوں دعا دی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس میں برکت عطا فرمائے جو تم نے دیا اور اس میں بھی جو اہل وعِیال کے لیے رکھ چھوڑا۔'' پس اس دعا کی برکت سے ان کا مال اس قدر بڑھا کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو بیبیاں چھوڑیں انہیں ملنے والے ترکے کی مالیت ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔[1]

حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس دعا کی برکتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں جب کوئی پتّھر اُٹھاتا ہوں تو مجھے اُمّید ہوتی ہے کہ سرکارِ والا تَبار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کی برکت سے اس کے نیچے سونا ہی ملے گا۔'' پس **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

---

[1] ……تفسیر الخازن، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: ۷۹، ج ۲، ص ۲۶۵

دعا کی برکت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر رزق کے دروازے اس قَدَر کُشادہ فرما دیئے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال پُرملال کے بعد جب تر کہ تقسیم کیا گیا تو آپ کے چھوڑے ہوئے سونے (Gold) کو کلہاڑوں سے کاٹتے کاٹتے لوگوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔[1]

مال و دولت کا مالک ہونا برا نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جس قدر مال و دولت سے نوازا اس سے معلوم ہوا کہ کثیر **مال و دولت کا مالک ہونا بُرا نہیں** بلکہ یہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایک نعمت ہے۔ اس لیے کہ اگر دولت کو حلال طریقے سے کما کر اچھّی جگہ خرچ کیا جائے اور اس کے حُقوقِ واجِبہ بھی ادا کئے جائیں تو یہ دولت صدقۂ جاریہ جیسی لازوال نعمت بلکہ کل بروزِ قیامت **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ دُخولِ جنّت کا سبب بھی بن جائے گی اور اگر دولت کو حرام ذرائع سے کما کر حرام ہی میں خرچ کیا جائے تو یہ دنیا وآخرت کیلئے زحمت بلکہ آخرت میں دُخولِ نار کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ چنانچہ،

امیر المومنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں سے حلال طریقہ سے

[1] ......الشفا، فصل فی اجابۃ دعائہ، ج ۱، ص ۳۲۶

کمایا اور اسے کارِ ثواب میں خرچ کیا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنّت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں سے حرام طریقہ سے کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے ذِلّت وحقارت کے گھر (یعنی جہنّم) کو حلال کر دے گا۔" [۱]

جنت میں جانے والے پہلے غنی

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 346 صَفحات پر مشتمل کتاب "کراماتِ صحابہ" **صَفْحَہ** 129 پر ہے کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "**اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اَغْنِیَاءِ اُمَّتِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ**" یعنی میری اُمت کے مالداروں میں سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) جنت میں داخل ہوں گے۔ [۲]

غنی کسے کہتے ہیں؟

غَنِی "**غَنٰی**" سے مشتق ہے اور اس کے دو معنی ہیں (۱) مالدار ہونا (۲) بے پرواہ ہونا۔ ان دونوں مَعانی کے اعتبار سے غنی کی دو قسمیں ہیں چنانچہ حضرت

---

[۱]......شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۷، ج ۴، ص ۳۹۶

[۲]......کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ، عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ۳۳۴۹۵، ج ۶، جزء ۱۱ ص ۳۲۸

علّامہ عبد الرؤوف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ”غنی کی دو قسمیں ہیں **غَنِی بِالشَّیٔ وَ الْمَال** یعنی جو مال و دولت حاصل کر کے مالدار ہو جائے۔ اور **غَنِی عَنِ الشَّیٔ** یعنی جو مال و دولت سے بے پرواہ ہو، اسے کسی شے کی حاجت و طلب نہ ہو۔ ①

حقیقی غنی کون ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ مال و دولت والا شخص بھی غنی کہلاتا ہے لیکن حقیقی غنی وہی ہے جو مال و دولت سے بے پرواہ ہو، مال و دولت کی کثرت کا نام ”**غنا**“ نہیں بلکہ ”**غنا**“ تو دل کے غنی ہونے کا نام ہے چنانچہ،

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”**لَیْسَ الْغِنَی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرْضِ وَلٰکِنَّ الْغِنَی غِنَی النَّفْسِ**“ یعنی غِنَی مال واسباب کی کثرت کا نہیں بلکہ دل کے غنی ہونے کا نام ہے۔ ②

معلوم ہوا کہ ”**غنا**“ دو طرح کی ہے یعنی کوئی مال واَسباب کی کثرت کے سبب غنی و مالدار کہلاتا ہو تو ضروری نہیں حقیقت میں بھی مالدار ہو کیونکہ حقیقی غنی تو وہ ہے جس کا دل نورِ الٰہی سے منوّر ہو، اس کے دل میں مال و دولت کی محبت کے

---

①……فیض القدیر، تحت الحدیث: ۳۳۹۹، ج ۳، ص ۳۷۰

②……صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، الحدیث: ۶۴۴۶، ج ۴، ص ۲۳۳

بجائے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہو اور وہ اپنی دولت کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

مال کمانے سے متعلق چند احکام

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مُشْتَمِل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم **صَفْحَہ 609** پر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اَعْظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ:❁...... ''اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لیے اور اہل وعِیال کے لیے اور جن کا نَفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نَفقہ کے لیے اور ادائے دَین (یعنی قرض کی ادائیگی) کے لیے کفایت کر سکے ❁...... اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل وعِیال کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنے (یعنی بچا کر رکھنے) کی بھی سعی وکوشش کرے ❁...... ماں باپ محتاج وتنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انہیں بقدرِ کفایت دے۔'' [1]

آئندہ کیلئے مال جمع کر کے رکھنا

آئندہ سالوں کے لئے جمع کر کے رکھنا تا کہ بوقتِ ضرورت کام آئے، ایسا

---

[1]...... الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ج۵، ص۳۴۸، ۳۴۹

کرنا جائز ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ **امام الصَّابِرِیْن، سَیِّدُ الشَّاکِرِیْن، سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال تک کی غِذا جمع رکھا کرتے تھے۔[1]

آرائش کے لئے مال کمانے کا حکم

زیب وآرائش کے لئے ضرورت سے زیادہ مال کمانا جائز ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا امام عیسیٰ بن محمد قرشہری حنفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تصنیف ''**اَلْمُبْتَغٰی**'' میں ہے: ''زینت وآرائش اور خوش حالی کے لئے جوکسب کیا جائے وہ مُباح یعنی جائز ہے۔ حتی کہ عمارتیں بنانا، دیواروں پر نقش و نگار کرنا اور لونڈی وغلام خریدنا (یہ اب نہیں پائے جاتے) یہ سب مباح ہے۔ اس فرمانِ مُصْطَفٰی کی رُو سے کہ ''اچھا مال نیک آدمی کے لئے اچھا ہے۔''[2]''

تکبر اور بڑائی جتانے کے لئے مال کمانا

تکبُّر، لوگوں پر فخر اور بڑائی جتانے کے لئے مال کمانا حرام ہے۔ چنانچہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نَوال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص تکبُّر اور بڑائی جتانے کے

---

[1] ...... الفتاوی البزازیۃ مع الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، ج ۴، ص ۸۵

[2] ...... اصلاح اعمال، ج ۱، ص ۷۵۲

لئے مال و دولت حاصل کرتا ہے وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اِس پر غضب ناک ہوگا۔“ [1]

مال ”خیر“ ہے

مال و دولت اگر شرعی تقاضوں کے مُطابِق ہو اور اس کا استعمال بھی خیر کے کاموں میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے خود قرآن پاک میں مال کو خیر فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنْ تَرَكَ خَیْرَا ۖۚ اِلْوَصِیَّةُ ترجمۂ کنزالایمان: اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے۔ (پ ۲، البقرۃ: ۱۸۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ مال ہی ہے جس کے ذریعے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ اگر تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ مالداری بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”**لَا بَأْسَ بِالْغِنَی لِمَنِ اتَّقٰی**“ یعنی متقین کے غنی ہونے میں حرج نہیں۔ [2] اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام

---

[1] ……شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزہد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۳۷۵، ج۷، ص۲۹۸

[2] ……سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی المکاسب، الحدیث: ۲۱۴۱، ج۳، ص۷

عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاس جلوہ افروز ہوتے ہیں جیسے طُلوعِ سَحر کے بعد رات کا اندھیرا دن کے اُجالے کا لَبادہ اوڑھ لیتا ہے ایسے ہی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دید اُن کے بیتاب دلوں پر صبحِ بہاراں کا کام کرتی ہے تو گویا محفل کا رنگ ہی بدل جاتا ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سرِ انور پر پانی کے قطرے موتیوں کی طرح حُسن کو چار چاند لگا رہے ہیں، یعنی سرورِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غُسل کیا کیا! جمالِ باکمال اور بھی نکھر گیا ہے، چہرۂ انور پر خوشی کے آثار ہیں۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! ہم شہنشاہِ خوش خِصال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت خوش دیکھ رہے ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہمیشہ خوش و خُرّم رکھے، رنج وغم کی ہوا بھی نہ لگنے دے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشی سے کائنات کی خوشی وابستہ ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جمال سب کی خوشی کا ذریعہ ہے۔ ارشاد فرمایا: ہاں! واقعی میں خوش ہوں۔ کسی نے وجہ نہ پوچھی کہ اس خوشی کا سبب کیا ہے؟ دورانِ گفتگو مالداری کا ذکر بھی چھڑ گیا کہ یہ اچھی ہے یا بُری؟ تو **سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص کے لیے مالداری میں حرج نہیں جو **اللّٰہ** سے ڈرے۔''

یعنی جب غنی کا دل خوفِ الٰہی سے بھرا ہو تو مالداری میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

حصولِ مال کا مختصر راستہ و ذریعہ

مال و دولت کے حصول میں شرعی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کوشش کرنا چاہئے کہ خودداری ہاتھ سے نہ جانے پائے اور نہ ہی کوئی ایسا مختصر راستہ و ذریعہ استعمال کیا جائے جس کے سبب بعد میں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے بلکہ اس سلسلے میں اَسلاف کے اندازِ حیات کو اپنایا جائے۔ چنانچہ،

سیدنا عبد الرحمن بن عوف کی خودداری

مروی ہے کہ ہجرت کا حکم ملنے کے بعد جب حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا سب مال و مَتاع مکّہ مکرّمہ میں چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ مُنوّرہ پہنچے تو دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسرے مُہاجرین کی طرح انہیں بھی ایک انصاری صحابی حضرت سیِّدُ نا سعد بن ربیع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ رِشتۂ اُخوت میں پَرو دیا۔

حضرت سیِّدُ نا سعد بن ربیع انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار مدینۂ مُنوّرہ کے مُتَموِّل اور دولت مند افراد میں ہوتا تھا، انہوں نے اپنے غریبُ الوطن اور تَہی

---

[1]......المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۳۲۱۸، ج ۹، ص ۵۳
مراٰۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۰۳

دامن اسلامی بھائی کے لیے ایثار کی ایک ایسی اعلیٰ مثال قائم کی جسے رہتی دنیا تک یادرکھا جائے گا اور وہ یہ تھی کہ سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا آدھا مال حضرت سیّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں پیش کردیا، پھر اسی پر اِکتفا نہ کیا بلکہ اس کے بعد آپ نے جو کچھ اپنے بھائی کی خدمت میں پیش کیا اس پر تو چشمِ فلک بھی حیران رہ گئی ہوگی کہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس عظیم خدمتگار و پیکرِ ایثار صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''میری دو اَزواج ہیں، آپ ان میں سے جسے چاہیں پسند فرمالیں، میں اسے طلاق دے دوں گا، پھر آپ اس سے شادی کرلیجئے گا'' مگر قربان جایئے حضرت سیّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خودداری پر۔ آپ نے اپنے بھائی کی اس عظیم پیشکش سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اس لئے کہ اگر آپ مکّے جیسی مُتموِّل اور شاندار زندگی حاصل کرنا چاہتے تو اس کے جلد حُصول کا یہ مُختصر ذریعہ بہت ہی آسان تھا مگر **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَربارِ دُربار کے فَیض یافتہ صَحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے جو خودداری کا درس اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سیکھا تھا، اس کے سبب دولت کی یہ عظیم پیشکش آپ کی خودداری کو کیسے مُتزلزِل کرسکتی تھی؟ حضرت سیّدُ نا عبدالرحمن بن

عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بھائی سے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو برکتیں عطا فرمائے، میں آپ کے مال سے کچھ نہ لوں گا، بس آپ اتنا کرم فرمائیں کہ مجھے بازار کا راستہ دکھا دیں۔'' یعنی آپ خود اپنے ہاتھ سے محنت ومَشَقَّت کر کے کمانا چاہتے تھے، پس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی حضرت سیِّدُنا سعد بن ربیع انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بازار **قَیْنُقَاع** کا راستہ بتایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گھی اور پنیر کی تجارت شُروع کی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مال میں برکت پیدا فرما کر اپنی کرم نوازیوں اور بخششوں کے دروازے کھول دیئے۔ (1)

معلوم ہوا کہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح ہمیں بھی مال ودولت کے حُصول میں ایسا مُختصر اور آسان ذریعہ وراستہ اختیار کرنے کے بجائے اپنی کوشش اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرنا چاہیے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اَسلاف کے نقش قدم پر چلنے والی ہوں۔

مری آنیوالی نسلیں ترے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مَدَنی مدینے والے

---

(1)……صحیح البخاری، الحدیث: ۲۰۴۸، ج۲، ص۴ ملتقطاً

مال جمع کرنے، نہ کرنے کی صورتیں

مال جمع کرنے، نہ کرنے کی صورتوں سے متعلّق بارگاہِ رَضَوِیّت میں ہونے والے ایک سُوال کے جواب کا خُلاصہ مَدَنی پھولوں کی صورت میں پیشِ خدمت ہے:

۞ ......جس شخص نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطِر دنیا سے کَنارہ کَشی اختیار کر لی ہو اور اس پر اہل وعِیال کی ذِمّے داری بھی نہ ہو یا اہل وعِیال ہی نہ ہوں اور اس نے اپنے ربّ سے وعدہ کر رکھا ہو کہ اپنے پاس دنیا کی دولت نہ رکھے گا تو اس پر لازم ہے کہ اپنے وعدے کے سبب مال جمع نہ کرے، اگر کچھ بچا کر رکھے گا تو یہ وعدہ خِلافی ہو گی اور سزا کا حقدار ہو گا۔

۞ ......جسے اپنی حالت معلوم ہو کہ حاجت سے زائد جو کچھ بچا کر رکھتا ہے نَفس اُسے سَرکَشی و نافرمانی پر اُبھارتا ہے یا کسی نافرمانی کی عادت پڑی ہے اُس میں خَرچ کرنے لگتا ہے تو اُس پر مَعصِیَت سے بچنا فرض ہے اور جب اُس کا یِہی طریقہ ہو کہ باقی مال اپنے پاس نہیں رکھتا تو اِس حالت میں اس پر حاجت سے زائد سب آمدَنی کو بھَلائی کے کاموں میں صَرف کر دینا لازِم ہو گا۔

۞ ......جو ایسا بے صَبرا ہو کہ ایک وقت کا فاقہ برداشت کرنا بھی اس کی ہِمّت سے

باہَر ہو یعنی فاقہ کی صورت میں شِکوہ کرنے لگے اگرچِہ صِرف دل میں ایسا کرے اور زَبان تک نہ لائے یا ناجائز طریقوں یعنی چوری یا بھیک وغیرہ کا مُرتکِب ہو تو اس پر لازِم ہے کہ بقدرِ حاجت کچھ مال جمع رکھے۔

۞......اگر مزدور ہے کہ روز کا روز کھاتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اتنا ہی مال جمع رکھے جو ایک دن کے لئے کافی ہو۔

۞......اور تنخواہ دار ہے یا کسی مکان ودکان وغیرہ کے ماہانہ کرائے پر گزر بسر ہے تو اتنا مال جمع رکھے جو ایک مہینے کے لئے کافی ہو۔

۞......اور زمیندار ہے کہ فصل چھ ماہ یا سال پر پاتا ہے تو اس پر چھ مہینے یا سال بھر کی ضروریات کے لئے مال جمع رکھنا لازم ہے۔

۞...... یاد رہے کہ بندے پر اصل ذَرِیعۂ مَعاش بقدرِ کِفایت باقی رکھنا مُطلَقاً لازِم ہے۔

۞......اگر مال جمع نہ رکھنے میں کسی کا دل پریشان ہو، عبادت و ذِکرِ الٰہی میں خَلَل پڑتا ہو تو بَقدرِ حاجت جمع رکھنا افضل ہے۔

۞......اور اگر مال جمع رکھنے میں کسی کا دل مُنتَشِر اور مال کی حفاظت میں ہی لگا رہے تو جمع نہ رکھنا افضل ہے کہ اَصل مَقْصود ذِکرِ الٰہی کے لیے فارِغ ہونا

ہے اور جو شے اُس میں خَلَل ڈالنے والی ہو مَمنوع ہے۔ کیونکہ جو لوگ نفس **مُطْمَئِنَّہ** کے مالک ہوں یعنی مال ہونے نہ ہونے سے اُن کا دل پریشان نہ ہو وہ بااختیار ہیں کہ چاہیں تو بقیہ مال صَدَقہ وخیرات کر دیں یا اپنے پاس ہی رکھیں۔ اور عِیال دار بھی اپنے نَفس کے حق میں **مُنْفَرِد** کے حکم میں ہے یعنی مُعاملہ اس کی اپنی ذات کا ہو تو وہ **مُنْفَرِد** کے حکم میں ہے مگر بال بچوں کی کَفالت شَریعت نے اِس پر فَرض کی، وہ ان کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ دنیا سے کَنارہ کَشی اِختِیار کرلیں اور بھوک پیاس پر صَبر سے کام لیں، اپنی جان کو جتنا چاہے آزمائش میں ڈال سکتا ہے مگر بال بچّوں کو خالی چھوڑنا اس پر حرام ہے۔

❁......سب مال راہِ خدا میں خَرچ کر دینا اُسی بندے کے لئے جائز ہے جس کے سب بال بچّے صابِر و مُتَوَکِّل ہوں۔[1]

سَیِّدُنا عُمَر بن عبدُ العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَدَنی سوچ

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے **مکتبۃ المدینہ** کے مطبوعہ 39 صَفحات پر مُشْتَمِل رسالے، ''**خزانے کے انبار**'' **صَفْحَہ** 20 پر پندرھویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی

[1]......فتاویٰ رضویه، ج۱۰، ص۳۱۱ تا ۳۲۷ ملخصاً

حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا **مَسْلَمَہ بن عَبدُ الْمَلِک** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْمَلِك حضرتِ سیِّدُنا **عُمَر بن عبدُ العزیز** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیز کی ظاہری حیات کے آخری لمحات میں حاضر ہوئے اور کہا: ''اے اَمیرُ المومنین! آپ بھی بے مِثال زندگی گزار کر دُنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں، آپ کے **13** بچّے ہیں لیکن وِراثت میں اُن کے لئے کوئی مال و اسباب نہیں چھوڑا!'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا **عُمَر بن عبد العزیز** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیز نے اِرشاد فرمایا: **''میں نے اپنی اَولاد کا حق روکا نہیں اور دوسروں کا اِن کو دیا نہیں** اور میری اَولاد کی دو حالتیں ہیں **اگر وہ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اِطاعت کریں گے تو وہ اُن کو کِفایَت فرمائے گا کیونکہ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **نیک لوگوں کو کِفایَت فرماتا ہے اور اگر میری اولاد نافرمان ہوئی تو مجھے اِس بات کی پرواہ نہیں کہ میرے بعد مالی اعتبار سے اُن کی زندگی کیسے گزرے گی۔''** ①

بال بچوں کی ضروریات پوری کرنا واجب ہے

اگر کسی کے پاس مال ہے تو اسے یہی حکم ہے کہ صَدَقہ کرنے کے بجائے اولاد کی ضَرورت کے لئے رکھ چھوڑے۔ ② کیونکہ بال بچوں کی کَفالَت شَریعت

---

①......اِحیاءُ الْعُلوم، ج ۳، ص ۲۸۸

②......خزانے کے انبار، ص ۲۰

نے اِس پر فَرض کی، وہ ان کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ دنیا سے کنارہ کَشی اختیار کرلیں اور بھوک پیاس پر صَبر سے کام لیں، اپنی جان کو جتنا چاہے آزمائش میں ڈال سکتا ہے مگر بال بچّوں کو خالی چھوڑنا اس پر حرام ہے۔ جیسا کہ مُحسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فَرمانِ عالیشان ہے: **کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ** یعنی بندے کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جس کا نَفقہ اس پر لازم ہے وہ اسے ضائع کردے۔[1]

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شَمْعِ رِسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ عِیال (بیوی بچوں) کو بُھوک پر قائم رکھنا جائز نہیں اسکو انکے حق میں ایسا ممکن نہیں اور اسی طرح کمانے والے کو توَکُّل کر لینا بھی جائز نہیں، عِیال کے حق میں توَکُّل کرتے ہُوئے انھیں چھوڑ دینا یا توکل کرتے ہُوئے ان کے اَخراجات کا اہتمام نہ کرتے ہُوئے بیٹھ جانا حرام ہے اور اگر یہ انکی ہلاکت کا سبب بن گیا تو یہ شخص پکڑا جائے گا۔[2]

مِرے غوث کا وسیلہ، رہے شاد سب قبیلہ
انہیں خُلد میں بسانا، مَدَنی مدینے والے

---

[1] ……سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب في صلۃ الرحم، الحدیث: ١٦٩٢، ج ٢، ص ١٨٤

[2] ……فتاویٰ رضویہ، ج ١٠، ص ٣٢٣

مال ورثا کے لیے چھوڑنے کا حکم

حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جانا انہیں غریب ومحتاج چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''[1]

تقویٰ وفتویٰ میں فرق

مُفَسِّرِ شہیر ،حکیم الامَّت مفتی احمد یارخان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ذَر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حق گوئی میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے،اسی حَق گوئی کی بِنا پر تکالیف بھی اٹھاتے ،آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ معظّمہ میں آکر مسلمان ہوئے جبکہ کفار کا بہت زور تھا اور بار بار مجلسِ کفار میں آکر اپنے اسلام وایمان کا اعلان کرتے رہے اوران کے ہاتھوں بہت ہی ایذا پاتے ،آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا موقف یہ تھا کہ مال رکھنا حرام ہے جو پاؤ فوراً خرچ کردواور وہ اس پرعامل بھی تھے۔

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ان یترک ورثتہ اغنیاء ...الخ، الحدیث: ۲۷۴۲، ج ۲، ص ۲۳۲ ملتقطاً

تج ڈال مال و دھن کو

کوڑی نہ رکھ کفن کو

جس نے دیا ہے تن کو

دے گا وہی کفن کو

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوذَر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موجودگی میں حضرت سیِّدُنا کَعْب اَحبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مسئلہ پوچھا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت مال چھوڑ کر گئے ہیں، آپ کا کیا خیال ہے آیا مال جمع کرنا اور بال بچّوں کے لیے چھوڑ جانا جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ حضرت ابوذَر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زاہدترین صَحابہ میں شُمار ہوتے تھے، زہدوترکِ دنیا کی اَحادیث پر سختی سے عامل تھے، اس لیے ان کی موجودگی میں یہ سوال وجواب ہوئے تاکہ ان کے سامنے حکم شرعی اور زُہد، نیز تقویٰ وفتویٰ میں فرق واضح ہوجائے، یعنی مال جمع رکھنا، بعد وفات چھوڑ جانا حَلال ہے جب کہ اس سے زکوۃ، فطرہ، قربانی، حُقوقُ العِباد ادا کیے جاتے رہے ہوں یہ کَنز میں داخل نہیں جس کی قرآن کریم میں بُرائی آئی ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ حضرت سیِّدُنا ابوذَر غِفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت عمر بن

---

[1]...... مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۸۸... ج ۸، ص ۵۴۷، ملخصاً

عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیز کی سوچ ایک تھی، یہ لوگ مال و دولت سے بھاگتے اور ان کے پاس مال کبھی نہ ٹھہرتا بلکہ اِدھر آتا اور اُدھر چلا جاتا تھا۔

جو لوگ نفس مُطْمَئِنَّہ کے مالک ہوں یعنی مال ہونے نہ ہونے سے اُن کا دل پریشان نہ ہو وہ بااختیار ہیں کہ چاہیں تو بقیہ مال صَدَقہ وخیرات کر دیں یا اپنے پاس ہی رکھیں۔ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار انہی لوگوں میں ہوتا ہے جن کا دل مال ہونے نہ ہونے سے کبھی پریشان نہ ہوا بلکہ کئی بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے راہِ خدا میں اپنا مال پانی کی طرح بہایا کہ خود محبوب ربِّ داور، شَفیعِ روزِ مَحشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مال میں برکت کی دعاؤں سے نوازا۔

ورثا کے لیے کتنا مال چھوڑا جائے؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ اس (مال) کی مِقْدار جو اُن (وارثوں) کے لیے چھوڑنا مُناسِب ہے ہمارے امام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے چار ہزار درہم مروی ہے یعنی ہر ایک کو اتنا حصّہ پہنچے اور امام ابوبکر فضل سے دس ہزار درہم۔ [1]

---

[1]...... فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۳۲۶

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تاجروں میں شمار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تجارت شُروع کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنی بے شُمار برکتوں اور بے حساب مال و دولت سے نوازا اور ان کا شُمار اس زمانے کے بڑے تاجِروں میں ہونے لگا بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تاجِروں میں ہوتا ہے۔ (1)

"تِجارت انبیاءِ کرام کی سنت ہے" کے بائیس حروف کی نسبت سے تِجارت کے 22 مَدَنی پھول

﴿1﴾ مروی ہے کہ "ربّ تعالیٰ نے رِزق کے دس حصّے کئے نو حصّے تاجِر کو دیئے اور ایک حصّہ ساری دنیا کو۔" (2)

﴿2﴾ **رَسُوْلُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "**تاجِر راسْت گو امانت** دار انبیا و صِدّیقین و شُہدا کے ساتھ ہو گا۔" (3)

---

(1)……فردوس الاخبار، الحدیث: ۲۷۸۹، ج ۱، ص ۳۷۵

(2)……اسلامی زندگی، ص ۱۶۹

(3)……سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار……الخ، الحدیث: ۱۲۱۳، ج ۳، ص ۵

﴿3﴾ تُجّار قیامت کے دن فُجّار (بدکار) اٹھائے جائیں گے مگر جو تاجر متقی ہو اور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور سچ بولے۔ ①

﴿4﴾ تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجِروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے خِیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں اُس کا خِلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مَذمّت (بُرائی) نہ کریں اور جب اپنی چیزیں بیچیں تو اُنکی تعریف میں مُبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ٹال مٹول نہ کریں اور جب اپنی شے کسی سے لینی ہو تو سختی نہ کریں۔ ②

﴿5﴾ تجارت ③ بہت عُمدہ اور نَفیس کام ہے، مگر اکثر تُجّار کِذب بیانی (جھوٹ) سے کام لیتے بلکہ جھوٹی قسمیں کھالیا کرتے ہیں، اسی لیے اکثر احادیث میں جہاں تجارت کا ذکر آتا ہے، جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے کی ساتھ ہی ساتھ مُمانَعت بھی آتی ہے اور یہ واقعہ بھی ہے کہ اگر تاجِر اپنے

---

① ......سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار ......الخ، الحدیث: ۱۲۱۴، ج۳، ص۵

② ......شعب الایمان، الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴، ص۲۲۱

③ ......تجارت کے تفصیلی مسائل کے لیے بہارِ شریعت، ج۲، ص۶۰۸، فتاویٰ رضویہ، ج۱۷، ص۸۱ کا مطالعہ کیجئے۔

مال میں برکت دیکھنا چاہتا ہے تو ان بُری باتوں سے گریز کرے۔ تاجروں کی انہی بدعُنوانیوں کی وجہ سے بازار کو بدترین بُقعہ زمین (زمین کا بدترین حصّہ، مَقام) فرمایا گیا اور یہ کہ شیطان ہر صبح کو اپنا جھنڈا لے کر بازار میں پہنچ جاتا ہے اور بےضَرورت بازار میں جانے کو بُرا بتایا گیا۔ [1]

﴿6﴾ تاجِر کے لیے تِجارت کے ضَروری مسائل سیکھنا فرض ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: جب تک خرید و فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون سی ناجائز، اس وقت تک تجارت نہ کرے۔ [2]

﴿7﴾ تجارت میں اتنا مَشْغول نہ ہو کہ **ذکر اللہ** سے بھی غافِل ہو جائے۔ چنانچہ مروی ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خرید و فروخت اور تجارت کیا کرتے تھے مگر جب **حقوق اللہ** میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو خرید و فروخت اور تِجارت اُن کو **ذکر اللہ** سے نہ روکتی، بلکہ پہلے وہ اُس حق کو ادا کرتے۔ [3]

﴿8﴾ تاجِر کو چاہیے کہ خرید و فروخت میں نَرمی اِختیار کرے کہ حدیثِ پاک میں اس کی مدح و تعریف آئی ہے۔ چنانچہ سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے

---

[1] ...... بہارِ شریعت، ج ۲، ص ۶۱۳

[2] ...... الفتاوی الھندیة، کتاب الکراھیة، الباب الخامس والعشرون فی البیع... إلخ، ج ۵، ص ۳۶۳

[3] ...... صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب التجارة فی البر، ج ۲، ص ۸

مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔[1]

﴿9﴾ یوں تو ہر مسلمان کا خوش خلق ہونا لازم ہے مگر تاجر کو خصوصاً خوش خُلقی چاہیے کہ یہ تجارت میں برکت کا ایک سبب ہے، جو تاجِر بدخُلق ہوتا ہے عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کی تجارت سے برکت اُٹھالی جاتی ہے جو گاہک اسکے پاس ایک بار آتا ہے پھر اسکی بدمِزاجی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا۔

﴿10﴾ تاجِر کو نیک چلن، دیانتدار ہونا ضَروری ہے، بدچلن، بدمعاش، حرام خور کبھی تجارت میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ دیانتداری سے ہی لوگ اس پر بھروسہ کریں گے۔ کم تولنے والا، جھوٹا، خائن کچھ دن تو بظاہر نفع کما لیتا ہے مگر آخرکار سخت نقصان اٹھاتا ہے۔

﴿11﴾ یوں تو دنیا میں کوئی کام بغیر محنت کے نہیں ہوتا مگر تجارت سخت محنت، چُستی اور ہوشیاری چاہتی ہے۔ کاہل سُست آدمی کبھی کسی کام میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ''**بغیر محنت تو لقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا**'' تاجر خواہ کتنا ہی بڑا آدمی بن جائے مگر سارے کام نوکروں پر ہی نہ چھوڑ دے بعض کام خود اپنے ہاتھ سے بھی کرے، اس کی برکت سے سُستی وکاہلی

[1]......صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ...إلخ، الحدیث: ٢٠٧٦، ج٢، ص١٢

و نوکروں کی بدگمانی اس کے قریب نہیں آئے گی۔اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

﴿12﴾ تجارت کے اصول میں سے یہ بھی ہے کہ اولاً بڑی تجارت شُروع نہ کی جائے بلکہ معمولی کام سے شُروع کرے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی طرف پیش قدمی کرے کہ حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے کا حکم فرمایا۔

﴿13﴾ تجارت شُروع کرنے سے پہلے تجارتی کام کا انتخاب ضروری ہے کہ ہر کام ہر کسی کے موافق نہیں ہوتا، ایک شخص کسی چیز کی تجارت کرتا ہے تو اس سے بہت نفع اٹھاتا ہے اس کو دیکھ کر دوسرا شُروع کرتا ہے مگر اسے وہ نفع نہیں ملتا کیونکہ وہ اس کے مُناسِب نہیں۔

﴿14﴾ تجارت شُروع کرنے سے قبل مُتعلِّقہ مُعاملہ کی مُکمَّل معلومات حاصل کر لے کہ بغیر معلومات کے جو تجارت شُروع کی جائے اس میں سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ سب دوسروں کے ہاتھ چلا جاتا ہے۔

﴿15﴾ جلد بازی سے کام نہ لے، بعض تاجِر تجارت شُروع کرتے ہی کروڑ پتی بننے کے خواب دیکھنا شُروع کر دیتے ہیں اگر دو دن فائدہ نہ ہو تو وہ کام چھوڑ کر دوسرا شروع کر دیتے ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر تَوَکُّل اور بھروسہ کر کے اِستِقامَت اِختیار کرے کہ یہ بھی برکت کا ایک سبب ہے۔

﴿16﴾ بعض تاجِر جلد اَز جلد مالدار بننے کے چکّر میں زیادہ نفع پر تجارت کرتے ہیں ایک ہی چیز دیگر جگہ سَستی بکتی ہے اور ان کے ہاں مہنگی، نفع کے حُصول میں خرید وفروخت کے علاوہ بازار کے عُرف کا بھی خیال رکھا جائے، نفع حاصل کرنے کا ایک اُصول یہ بھی ہے کہ عام چیزوں میں نفع کم لیا جائے جبکہ نادر ونایاب چیزوں میں نفع کی مقدار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

﴿17﴾ تجارت کی ناکامی کا ایک سبب بے جا خرچ بھی ہے، بعض ناواقِف تاجِر معمولی کاروبار پر بہت خرچ کر ڈالتے ہیں۔ ان کی چھوٹی سی دکان اتنا خرچ نہیں اٹھاسکتی آخر ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

﴿18﴾ بازار (مارکیٹ) کے عُرف سے واقفِیّت بھی تجارت میں کامیابی کی اصل ہے بارہا دیکھا گیا ہے کہ کئی تاجر مارکیٹ کے عُرف سے واقِف نہ ہونے کی بنا پر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

﴿19﴾ بلاوجہ مال کو روکے رکھنا بھی تجارت میں بے برکتی کا باعِث ہے، بعض تاجر قیمت زیادہ ہونے کے انتظار میں مال کو روکے رکھتے ہیں، وہ سخت غلطی کرتے ہیں کہ کبھی بجائے مہنگائی کے مال سَستا ہوجاتا ہے اور اگر کچھ معمولی نفع پا بھی لیا تو بھی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ سال میں

ایک بار سو روپیہ نفع کمانے سے روز کا دس روپے نفع بہتر ہے۔ ① کیونکہ اِحْتِکَار (ذخیرہ اندوزی) ممنوع ہے یعنی کھانے کی چیز کو روک لینا تا کہ گراں ہونے پر فروخت کرے منع ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے: جو چالیس روز تک اِحْتِکَار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جُذام و اِفلاس میں مبتلا کرے گا۔ اِحْتِکَار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس، بھوسا۔ اِحْتِکَار وہیں کہلائے گا جبکہ اس کا غَلّہ روکنا وہاں والوں کے لیے مُضِر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غَلّہ اسی کے قبضہ میں ہے، اس کے روکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے، دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ ②

﴾20﴿ مالِ تجارت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کر کے پاک وصاف بھی کرتا رہے کہ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی اس سے برکت اُٹھالی جاتی ہے۔

﴾21﴿ تاجِر کے لیے جس طرح اپنے گاہک سے خوش اَخلاقی ضَروری ہے اسی طرح دیگر تاجروں سے بھی حُسن سُلوک نہایت ضروری ہے کہ بلا وجہ شرعی

---

①......اسلامی زندگی، ص ۱۵۶ مفہوماً

②......بہارِ شریعت، ج ۳، ص ۴۸۲ ملتقطاً

دوسرے تجار کے ساتھ ناروا سُلوک اس کی اپنی تجارت پر بُرا اثر ڈال سکتا ہے، نیز ان کے بارے میں حسد و بُغض و کینہ سے بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھے۔

﴿22﴾ فارغ و بیکار بیٹھنے سے حلال کمانا افضل ہے کہ حلال سے عبادت میں ذوق، نیکیوں کا شوق اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس گھر میں صرف کھانے والے ہوں کمانے والا نہ ہو تو وہ گھر چند دن کا مہمان ہے۔[1]

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عاجزی وانکساری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل کسی کے پاس چار پیسے آجائیں تو اس میں اکڑ پیدا ہو جاتی ہے، گھر والوں، دوست احباب وغیرہ کے ساتھ اس کا رویہ یکسر تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مالدار ہونے کے باوجود نہایت مُنکَسِرُ المِزاج اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا سعد بن حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی وضع قطع میں سادگی وانکساری کی وجہ سے اپنے غلاموں کے درمیان پہچانے ہی نہیں جاتے تھے کہ غلام کون ہے اور آقا کون؟[2]

---

[1]......ملخص از بہار شریعت، ج ۲، ص ۶۱۱، اسلامی زندگی، ص ۱۴۹

[2]......سیر اعلام النبلاء، باب عبد الرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۵۶

سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف کی سخاوت

مُفَسِّرِ شَہیر، حکیم الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نے ''**مراۃ المناجیح**'' میں حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سخاوت کی چند جھلکیاں ذکر کی ہیں، ملاحظہ کیجئے:

- ...... حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کیے۔
- ...... ایک بار چالیس ہزار دینار راہِ خدا میں دیئے۔
- ...... ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیئے۔
- ...... ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہِ خدا میں دیئے۔
- ...... وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی۔
- ...... ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آرام ہو گیا تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا۔
- ...... ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہل بدر سے ہو اُسے فی کَس چار سو دینار میں دوں گا۔
- ...... ایک بار ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کیے، رات کو حساب لگایا۔ پھر بولے کہ میرا سارا مال مُہاجِرین وانصار پر صَدَقہ ہے حتی کہ فرمایا میری

قمیص فُلاں کو اور میرا عِمامہ فُلاں کو۔حضرت جبریل امین عَلَیۡہِ السَّلَام حاضر ہوئے۔عرض کیا:یارسول اللّٰہ!عبدالرحمن کے صَدَقات قبول،انہیں بے حساب جنّتی ہونے کی خبر دیجئے۔

......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے تیس ہزار غلام آزاد کیے۔

...... اُمَّہاتُ الْمومنین کی خدمت میں ایک باغ پیش کیا(جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا)۔ [1]

تن من دھن سب اپنا لٹا کر
آپ کے عشق میں خود کو گما کر
کوئی بھلے شاہ بنا ہے تو کوئی قلندر لعل
مدینے والے میرے لجپال

سیّدنا عبدالرحمن بن عوف اور خوفِ خدا

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا شُمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے مال کی صورت میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے اللّٰہ کی مخلوق کو خوب سیراب کیا مگر خود کبھی بھی دولت کے نشے میں آکر غافل نہ ہوئے،اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو بے شمار مال و دولت سے

[1]......مراۃ المناجیح،ج۸،ص۴۴۵

نوازا مگر یہ دنیاوی مال و دولت، اور عیش و عشرت کبھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قلبِ اَطْہَر پر اثر انداز نہ ہو سکی جس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک روز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے کھانا رکھا گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس دن روزے سے تھے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی لذیذ نعمتیں دیکھیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ یوں ارشاد فرمایا: ''حضرت سیِّدُ نا مُصْعَب بِن عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید کر دیئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر اور لائقِ احترام تھے، جب اُن کا انتقال پُرملال ہوا تو کفن کے لیے مُیَسَّر کپڑا اتنا تھا کہ اگر سر کو چُھپاتے تو پیر کھل جاتے اور پیروں کو چُھپاتے تو سر کھل جاتا اور **سَیِّدُ الشُّہَدَا** حضرت سیِّدُ نا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین و تکفین میں بھی ایک ناقابل فَراموش درسِ آخرت ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید کئے گئے تو سوائے ایک چادر کے کفن کے لیے کچھ بھی میسر نہ تھا اور ایک ہم ہیں کہ ہم پر دنیا کُشادہ کر دی گئی ہے، مجھے ڈر ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری نیکیوں کا صِلہ ہمیں (دنیا میں ہی) جلدی مل رہا ہو۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلِ رَواں جاری ہو گیا یہاں تک کہ سامنے موجود کھانے کی طرف توجہ ہی نہ رہی۔[1]

---

[1]......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا لم یوجد الا ثوب واحد، الحدیث: ۱۲۷۵، ج۱، ص۴۳۱

اسلاف کی سیرت کو یاد رکھنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اس قَدر مال و دولت رکھنے کے باوجود دنیا سے بے رغبتی کا عالَم یہ تھا کہ کبھی اپنا ماضی نہیں بھولے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی اسلام کے اَوّلین دور کو یاد کرتے، اس کی سنہری یادیں تازہ ہو جاتیں، غربت و اِفلاس کے اَوّلین دور میں دنیا سے رُخصت ہونے والے اپنے مسلمان بھائی یاد آتے تو موجودہ مال و دولت کی فَراوانی یکسر بھول جاتے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ناپائیدار دنیا یہیں رہ جائے گی، اصل کامیابی و کامرانی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سُرخْرو ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں راحت پانا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس فانی اور عارضی دنیا میں دل لگانے کے بجائے ابدی وسَرمدی کامیابی پانے کو اپنا مقصودِ حیات بنالیں اور جس طرح حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ انتہائی مالدار ہونے کے باوجود صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت کو یاد رکھتے تھے ہم بھی ان کی سیرت کو راہِ حیات پر گامزن رہنے کے لئے مَشْعَلِ راہ بنالیں۔

دنیوی لذّات سے کنارہ کشی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ہمارے دیگر اَسلاف نے

کبھی بھی دنیوی لذّات کی طرف توجہ نہ فرمائی اور خود حُضور نبیِّ کریم، رَء ُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اَصحاب عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے لذّاتِ دُنیوِیّہ سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ سنّت'' صَفْحہ 645 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ فرماتے ہیں: پارہ ۲۶ سورۃُ الۡاَحۡقاف کی آیت نمبر ۲۰ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا‌ ۚ فَالۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ

ترجمۂ کنز الایمان: تم اپنے حصّہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کرچکے اور انہیں بَرت چکے تو آج تمہیں ذلّت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا۔ (پ ۲۶، الاَحۡقاف: ۲۰)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مُفسّرِ قرآن، حضرتِ صدرُ الۡاَفاضِل علّامہ مولانا مفتی سیّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡہَادِی خَزائِنُ الۡعِرفان میں اِس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دُنیوی لذّات اِختیار کرنے پر کُفّار کو توبیخ (تَو۔بی۔خ، یعنی ملامت) فرمائی تو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اَصحاب عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے لَذّاتِ دُنیوِیّہ سے کَنارہ کَشی اختیار فرمائی۔

بخاری و مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے، حُضُور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفاتِ ظاہری تک حُضُور کے اہلِ بَیتِ اَطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کبھی جَو کی روٹی بھی دو روز برابر نہ کھائی۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا دَولت سَرائے اَقدس (یعنی مکانِ عالی شان) میں (چولہے میں) آگ نہ جلتی تھی، چند کھجوروں اور پانی پر گُزر کی جاتی تھی۔

کھانا تو دیکھو جَو کی روٹی، بے چھنا آٹا روٹی بھی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
کون و مکاں کے آقا ہو کر، دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے ہیں سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ اُس شاہِ خوش خِصال محبوبِ ربِّ ذُوالجلال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارَک حال ہے، جس کے ہاتھوں میں دونوں جہاں کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ میرے مکی مَدَنی آقا، میٹھے میٹھے مصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فقر اِختیاری تھا۔ ورنہ خدا کی قسم! جس کو جو کچھ ملتا ہے وہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صَدْقے ہی میں ملتا ہے اور

کائنات کی ہر ہر شے کو نورِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیض پہنچتا ہے۔ (1)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے طاقت وقُدرت کے باوجود فقر کو اختیار فرمایا تاکہ اُمّت کو یہ سبق حاصل ہو کہ دُنیاوی لذّتوں کی خاطِر مارے مارے پھرنا دانش مندی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن کے دلوں میں اپنے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی محبت کی شمع روشن ہوتی ہے وہ ہمیشہ اپنے نبی کی سنّت پر ہی عمل کرتے ہیں۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بڑھ کر نبی کی محبت کس کے دل میں ہوسکتی ہے کہ جن کی کُل کائنات ہی سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ انور کے دیدار کی ایک جھلک تھی، جن کا اوڑھنا بچھونا ہی اپنے محبوب کی سنّتیں اور یادیں تھیں۔ چنانچہ،

آنکھیں اشکبار ہوگئیں

حضرت نوفَل بن اِیاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ان کے گھر چلے گئے، کھانے کے وقت جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے گوشت اور روٹی پیش کی گئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **آنکھیں اَشکبار ہوگئیں**، میں نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے:

---

1 ......فیضانِ سنت، باب پیٹ کا قفلِ مدینہ، ص ۶۴۵ تا ۶۴۷

''حُضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور حال یہ تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی تک نہ کھائی۔''[1]

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشق پر ہزار جانیں قربان! محبت ہو تو ایسی کہ جب محبوب کی بھوک یاد آئی تو اَشکوں کی برسات ان کی اپنی بھوک کو بہا لے گئی۔

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفٰے سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

کھاؤ پیو اور جان بناؤ

ایک ہم ہیں اور ہمارے عشق ومحبت کے کھوکھلے دعوے!!! خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ بدہضمی جان ہی نہیں چھوڑتی، بے شمار بیماریوں سے تو گویا ہماری گہری دوستی ہو چکی ہے، کھانے پینے سے چند دنوں کی دوری برداشت نہیں ہوتی بلکہ نفس کی بے تابی دور کرنے کے لیے کھانے پینے کا بہانہ تلاش کیا جاتا ہے، لذیذ چٹ پٹے کھانے پکائے جاتے ہیں اور بہت سی بیماریوں کے استقبال کے لئے زبردست دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے، خوب پیٹ بھر کر اس طرح کھاتے ہیں

[1]......حلیۃ الاولیاء، عبدالرحمن بن عوف، الحدیث: ۳۱۷، ج۱، ص۱۴۳

جیسے زندگی کا آخری کھانا ہو، اس کے بعد کھانا مُیَسَّر ہی نہ ہوگا، گویا ہماری زندگی کا مقصد ہی یہی ہے کہ "کھاؤ پیو اور جان بناؤ"۔ حالانکہ کھانے کے معاملے میں ہمارے اَسلاف رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کا قطعاً یہ طرزِ عمل نہیں تھا۔

بھوک بادشاہ اور شکم سیری غلام ہے

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مُشْتَمِل کتاب، "فیضانِ سنّت" صفحہ 682 پر قُوتُ الْقُلُوب کے حوالے سے نقل کئے جانے والے تین مَدَنی پھول ملاحظہ کیجئے:

❁...... "بھوک بادشاہ اور شِکم سیری غلام ہے، بھوکا عزّت والا اور (زیادہ) پیٹ بھرا ذلیل ہے۔"

❁...... "بھوک سب کی سب عزّت ہے جبکہ پیٹ بھرنا سَراسَر ذِلّت ہے۔"

❁...... بعض اسلاف رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی سے منقول ہے: "بھوک آخِرت کی کُنجی اور زُہد (یعنی دُنیا سے بے رغبتی) کا دروازہ ہے جبکہ پیٹ بھرنا دُنیا کی کُنجی اور (دُنیا کی طرف) رَغبت کا دروازہ ہے۔" (1)

حضرتِ سیِّدُنا بایزید عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد کی خدمت میں عرض کیا گیا: "آپ بھوکا رہنے پر اتنا زور کیوں دیتے ہیں؟" فرمایا: "اگر فرعون بھوکا ہوتا تو کبھی خُدائی

---

(1)...... قُوتُ القُلوب، ج ۲، ص ۲۸۸

کا دعویٰ نہ کرتا اور اگر قارون بھوکا ہوتا تو کبھی بَغاوت نہ کرتا۔" [1] (مطلب کہ ان لوگوں پر مال کی فِراوانی ہوئی تو سرکش ہو گئے)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقِعی صِحّت کی نعمت اور دولت کی کثرت اکثر مُبتَلائے مَعصِیَّت کر دیتی ہے۔لہٰذا جو خوب جاندار یا مالدار یا صاحبِ اقتِدار ہو اُس کو خدائے علیم و خبیر عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے بہُت زیادہ ڈَرنے کی ضَرورت ہے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا حَسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "جس شخص پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دنیا میں (روزی میں خوب کثرت، فرمانبردار اولاد کی نعمت، مال و دولت، اچھی صحّت، منصبِ وَجاہت، عہدۂ وَزارت یا صدارت یا حکومت وغیرہ کے ذریعے) فَراخی کرے مگر اسے یہ اندیشہ نہ ہو کہ کہیں یہ (آسائشیں) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر تو نہیں ایسا شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے غافِل ہے۔" [2]

مسلماں ہے عطار تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے

---

[1] ……کَشفُ المحجوب، ص ۳۹۰

[2] ……تنبیہ المغترین، ص ۱۲۸

اور کوشش کرنا چاہئے کہ کبھی بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم سے ناراض نہ ہوں کیونکہ جس کو رِضائے ربُّ الانام کا مُژدہ مل گیا خدا کی قسم وہ دنیا وآخرت میں کامیابی پا گیا۔ حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار اگرچہ ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں ساری زندگی **اللّٰہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رِضا حاصِل رہی مگر پھر بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے کبھی غافِل نہ ہوئے اور ہر وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظر ربِّ ذوالجلال اور اس کے محبوب بے مِثال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بے پایاں عِنایات پر رہی۔ چنانچہ،

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور کچھ دیگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بارگاہِ نبوت میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دید سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر رہے تھے، شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور آپ نے سب کو اپنی کرم نوازیوں سے نوازا مگر حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بَظاہر کچھ بھی عطا نہ فرمایا، حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دوسروں پر کرم دیکھا تو گویا دل بُجھ گیا

اور بارگاہِ نبوت سے اجازت پا کر واپسی کے لیے روانہ ہوئے تو خود پر قابو نہ رہا اور بے اختیار آنکھیں چھلک پڑیں، راستے میں امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات ہوگئی، جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یوں اشکبار دیکھ کر بیقرار ہوگئے اور پوچھا: ''میرے بھائی! خیریت تو ہے جو یوں اَشکوں کی برسات سے راستوں کو سیراب کرتے ہوئے جا رہے ہیں؟'' عرض کی: ''آج سَرورِ کون ومَکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی بارگاہ میں موجود تمام لوگوں کو اپنی رحمتوں سے نوازا مگر مجھ پر کرم کی بارش نہ ہوئی لگتا ہے کہ شاید حُضورِ نبیِّ آخرُ الزّماں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے خَفا ہیں۔''

سدا میٹھی نظر رکھنا اگر تم ہو گئے ناراض
قسم ربّ کی کہیں کا نہ رہوں گا یا رسول اللّٰہ

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ساری کیفیت بیان کردی، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دیوانے کی دیوانگی جان کر ارشاد فرمایا کہ: ''میں ان سے ناراض نہیں بلکہ میں نے تو ان کے ایمان کو ہی کافی جانتے ہوئے انہیں ان کے ایمان کے سپرد کردیا تھا۔'' [1]

---

[1] ......المصنف لعبد الرزاق، باب اصحاب النبی، الحدیث: ۲۰۵۷۸، ج۱۰، ص۲۲۵

یہ وہی سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جن کو اپنے آنسوؤں پر اتنا قابو تھا کہ کسی نے انہیں اشک بار نہ دیکھا۔ چنانچہ،

آنکھیں نہیں، دل رو رہا ہے

مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ایک شخص نے نہایت ہی خوبصورت آواز میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی جو اس قدر متاثر کن تھی کہ حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا سب کی آنکھیں اَشکبار ہو گئیں تو سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''عبدالرحمن کی آنکھیں نہیں، دل رو رہا ہے۔''**[1]

حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کے اس پُر بہار پہلو پر ہزار جانیں قربان! آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم راضی ہیں تو بارگاہِ رسالت میں جب سب آنکھیں اشک بار ہوئیں تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک قطرہ تک نہ نکلا لیکن جب دل میں اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی کا خیال گزرا تو ایسی کیفیت طاری ہوگئی گویا جسم سے جان ہی نکل گئی ہو اور خود پر قابو نہ پا سکے، دل میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کا جوش مارتا

---

[1] ……حِلیۃُ الاولیاء، عَبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ٣١٩، ج ١ ص ١٤٤

سمندر آنکھوں کے ذریعے آنسوؤں کی صورت میں اُمنڈ آیا حتی کہ امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ حیران ہو کر پوچھتے ہیں: اے میرے بھائی! کیا ہوا؟ آپ کی آنکھوں سے اشکوں کی یہ برسات! آخر ایسی کونسی پریشانی لاحق ہوگئی کہ آج در و دیوار ہی نہیں شہرِ مدینہ کے گلی کوچے بھی آپ کے اشکوں کی گواہی دے رہے ہیں؟ **سُبۡحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے عشقِ محبوب سے معمور اس جملے پر کروڑوں جانیں قربان! عرض کی: **''لگتا ہے کہ سرکار** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مجھ سے ناراض ہیں۔''** صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کیوں نہ اپنے محبوب کی ناراضی کو محسوس کرتے کہ وہ تو ہر دم محبوبِ باری تعالیٰ کی رضا چاہتے جیسا کہ خود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ربّ عَزَّوَجَلَّ آپ کی رضا چاہتا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت نے اس مفہوم کی کیا خوب ترجُمانی فرمائی ہے:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو خود پر قابو نہ رہا کیونکہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی ربّ کی ناراضی ہے۔ پس امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے گویا انہیں یوں تسلی دی:

سنتوں کے اے مبلغ ہو مبارک تجھ کو
تجھ سے سرکار بڑا پیار کیا کرتے ہیں

امیر المومنین حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی محبت کے بھی قربان! کہ فقط زبانی تسلی کو کافی نہ سمجھا بلکہ خود بارگاہِ مُصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تصدیق کروائی کہ حُضور ناراض نہیں ہیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ امین

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آپ کے اعزازات

حضرت سَیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والہانہ عشق فرمایا کرتے تھے، تو خود سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی انہیں اپنی خصوصی شفقتوں سے نوازتے رہتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی بے پناہ محبت کی بنا پر بارگاہِ مُصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کئی بار آپ کو ایسے اعزازات سے نوازا گیا جن سے بہت کم صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کو نوازا گیا۔ چنانچہ،

پہلا اعزاز

حضرت سَیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دو جہاں کے تاجُوَر، سلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جہاد کی تیاری کرنے کا حکم دیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی جلدی عمامہ شریف پہن کر بارگاہِ ناز میں حاضر ہو گئے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہاد پر روانہ کرنے سے پہلے نصیحتوں کے کچھ مَدَنی پھول عطا فرمانے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے پاس بلایا، اور اپنے سامنے قدموں میں بٹھا کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عمامہ کھولا، پھر خود اپنے دستِ اقدس سے سیاہ عمامہ باندھا اور ارشاد فرمایا: ''اے ابن عوف! عمامہ ایسے باندھا کرو۔''[1]

حضرت سَیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس کرم نوازی کو اکثر یاد کرتے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کا ذکر بھی فرمایا کرتے۔ چنانچہ،

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

[1]……کتاب المغازی، سریۃ امیرھا عبدالرحمن بن عوف، ج ۲، ص ۵۶۰، ملتقطاً

اپنے دستِ اقدس سے میرے سر پر عمامہ کا تاج سجایا اور (باندھتے ہوئے) اس کا شملہ میرے سینے اور پیٹھ پر لٹکا دیا۔'' ①

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ جس طرح خود اپنے سر پر عمامہ شریف باندھنا سنّت ہے اسی طرح کسی دوسرے کے سر پر عمامہ شریف باندھنا بھی سنّت سے ثابت ہے۔

"عمامہ" کے پانچ حروف کی نسبت سے عمامہ شریف کے فضائل پر ﴿5﴾ احادیث مبارکہ

﴿۱﴾......**فَاِنَّ الْعِمَامَۃَ سِیْمَاءُ الْاِسْلَامِ وَھِیَ حَاجِزَۃٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ** عمامہ اسلام کا شِعار ہے اور یہی عمامہ مسلموں اور مشرکوں کے مابین فرق کرنے والا ہے۔'' ②

﴿۲﴾......**اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا** یعنی عمامہ باندھو تمہارا حِلْم بڑھے گا۔ ③

﴿۳﴾......عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: **ھٰکَذَا تَکُوْنُ تِیْجَانُ الْمَلٰئِکَۃ** یعنی فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔ ④

---

① ......سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب في العمائم، الحدیث: ۴۰۷۹، ج۴، ص۷۷

② ......کنز العمال، الحدیث: ۴۱۹۰۴، ج۸، الجزء ۱۵، ص ۲۰۵

③ ......المعجم الکبیر، باب ما جاء فی لبس العمائم الخ، الحدیث: ۱۷۵، ج۱، ص ۱۹۴

④ ......کنز العمال، الحدیث: ۴۱۹۰۶، ج۸، الجزء ۱۵، ص ۲۰۵

﴿۴﴾...... اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَکْرَمَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِالْعَصَائِبِ یعنی بیشک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس امّت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔[1]

﴿۵﴾...... اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یعنی بیشک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔[2]

عمامہ شریف باندھنے کا طریقہ

﴿1﴾...... دائیں طرف سے شروع کرنا

اپنے سر پر عمامہ باندھنا ہو یا کسی دوسرے کے سر پر، عمامہ باندھنے میں سنّت یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ دائیں جانب لے جائیں، پھر اسی ترتیب سے مکمّل عمامہ شریف باندھیں کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے۔ جیسا کہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دائیں طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے تھے، جب بھی کوئی شے لیتے تو دائیں ہاتھ سے لیتے اور جب کسی کو کچھ عطا فرماتے

---

[1]...... کنز العمال، الحدیث: ۴۱۱۳۷، الجزء ۱۵، ص ۱۳۵

[2]...... مجمع الزوائد، باب اللباس للجمعۃ، الحدیث: ۳۰۷۵، ج ۲، ص ۳۹۴

تو دائیں ہاتھ سے عطا فرماتے ، الغرض تمام مُعاملات میں دائیں طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے۔ ''[1]

(2)......بیچ سر پر عمامہ نہ ہونا

اعلیٰ حضرت ، امام اہلسنّت ، مُجدِّدِ دِین ومِلّت ، پروانۂ شَمْعِ رسالت ، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ عمامہ شریف کی بندش گُنْبد نُما ہو جس طرح فقیر (یعنی اعلیٰ حضرت خود) باندھتا ہے۔ بعض لوگ عمامہ اس طرح باندھتے ہیں کہ بیچ میں سَر کُھلا رہتا ہے ، اسے اِعْتِجَار کہتے ہیں اور اِعْتِجَار کو علمائے کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ [2] **صدرُ الشَّریعہ** بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں کہ اِعْتِجَار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو ، مکروہِ تحریمی ہے ، نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ [3] اور فتاویٰ امجدیہ میں فرماتے ہیں : لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اِعْتِجَار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اِعْتِجَار اس صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔ [4] **گُنْبد نُما عمامہ شریف** باندھنے کا ایک آسان

---

[1]......سنن النسائی ، کتاب الزینۃ ، باب التیامن فی الترجل ، الحدیث : ۵۰۶۹ ، ص ۸۱۰

[2]......فتاوی رضویہ ، ج ۲۲ ، ص ۱۸۶

[3]......بہارِ شریعت ، ج ۱ ، ص ۶۲۶

[4]......فتاوی امجدیہ ، کتاب الصوم ، ج ۱ ، ص ۳۹۹

طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلا شملہ سر کے اوپر سے لے کر سینے پر ڈال لیں اور پھر پہلا پیچ دائیں طرف کو گھمائیں اس طرح عمامہ باندھتے ہوئے آخری شملہ پیٹھ کے پیچھے ڈال دیں، اب سر کے اوپر سے **عمامہ شریف** کو تھوڑا سا اوپر کر کے کھول دیں **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس طرح گنبد نُما عمامہ شریف باندھنے میں آسانی ہوگی۔

(3)......ٹوپی پر عمامہ باندھنا

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **عمامہ شریف** ٹوپی پر باندھتے تھے، لہٰذا ہمیں بھی ٹوپی پر عمامہ باندھنا چاہیے اگرچہ بغیر ٹوپی بھی عمامہ باندھنے سے مطلقاً فضیلت حاصل ہو جائے گی مگر ٹوپی پر باندھنا افضل ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوی رضویہ**، جلد ۶، صفحہ ۲۰۹ پر علّامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: ''عمامہ سے متعلقہ تمام روایات سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہُوئی اگرچہ بغیر ٹوپی کے ہو، ہاں ٹوپی کے ساتھ عمامہ باندھنا **افضل** ہے۔''

(4)......عمامہ کھڑے ہو کر پہننا

بہارِ شریعت جلد سوم، حصہ ۱۶، ص ۶۶۰ پر ہے: ''عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا

جس کی دوا نہیں۔‘‘①

(5)......عمامہ شریف کی لمبائی

عمامہ میں سنّت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم ہو نہ چھ گز سے زیادہ۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: ’’**عمامہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔**‘‘ عمامہ شریف کی لمبائی کا اَمر عادت پر ہے جہاں علما و عوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی مانع شرعی نہ ہو اتنا ہی رکھیں۔ کیونکہ علمائے کرام فرماتے ہیں: ’’معاشرے کی عادت سے باہر ہونا مکروہ ہے۔‘‘②

(6)......شملے کی مقدار

عمامہ کا ایک یا دو شِملے چھوڑنا، دونوں سنّت ہے مگر شِملہ ایک بالِشت سے کم نہیں ہونا چاہیے، شِملے کی اَقل مقدار چار اُنگل ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشست گاہ تک رُخصت دی یعنی اس قَدر کہ بیٹھنے میں نہ دبے اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نِصف پُشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ لمبا شملہ رکھنا اِسراف ہے اور بہ نیّت تکبُّر ہو تو حرام، یونہی نِشَست گاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانوں تک لمبا شملہ رکھنا بھی سخت ممنوع

---

① ......بہارِ شریعت، حصہ ۱٦، ج ۳، ص ٤۲٦

② ......فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ۱۷۱

ہے۔[1] خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک عمامے کا شَملہ عُموماً پُشت (یعنی پیٹھ مبارک) کے پیچھے ہوتا تھا، کبھی سیدھی جانب اور کبھی دونوں کندھوں کے درمیان دو شَملے ہوتے۔ اُلٹی جانب شَملہ کا لٹکانا خلافِ سنّت ہے۔[2]

سبز عمامے کی کیا بات ہے

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صفحات پر مُشْتَمِل رسالے ''163 مدنی پھول'' صفحہ 27 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: حضرت علّامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ شریف اکثر سفید، کبھی سیاہ اور کبھی سبز ہوتا تھا۔''[3] اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ سبز رنگ کا عمامہ شریف بھی سبز سبز گُنبد کے مکین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سرِ انور پر سجایا ہے، ''دعوتِ اسلامی'' نے سبز سبز عمامے کو اپنا شِعار بنایا ہے، سبز سبز عمامے کی بھی کیا بات ہے،

---

[1]......فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ص ۱۸۲

[2]......اشعۃ اللمعات، ج ۳، ص ۵۸۳

[3]......کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص ۳۸

میرے مکّی مدَنی آقا، میٹھے میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ انور پر بنا ہوا جگمگ جگمگ کرتا گُنبد شریف بھی سبز سبز ہے! عاشِقانِ رسول کو چاہیے کہ سبز سبز رنگ کے عمامے سے ہر وقت اپنے سر کو سرسبز رکھیں اور سبز رنگ بھی گہرا ہونے کے بجائے ایسا پیارا پیارا اور نکھرا نکھرا سبز ہو کہ دور دور سے بلکہ رات کے اندھیرے میں بھی سبز سبز گنبد کے سبز سبز جلووں کے طُفیل جگمگاتا نور برساتا نظر آئے۔

نہیں ہے چاند سورج کی مدینے کو کوئی حاجت
وہاں دن رات ان کا سبز گنبد جگمگاتا ہے

دستار بندی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شُمار ان خوش نصیب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جن کے سر پر خود دو عالم کے مالِک و مختار، مکّی مدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمامہ شریف باندھا، آج کل ''دینی جامعات'' میں ایک مخصوص تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں فارغُ التحصیل طلبہ کے سروں پر کوئی بزرگ عمامہ باندھتے ہیں جیسا کہ تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوت اسلامی'' کے تحت ''جامعاتُ المدینہ'' سے فارغُ التحصیل ہونے والے مدَنی اسلامی بھائیوں کے

سروں پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری** رضوی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے مُبارک ہاتھوں سے عمامہ شریف سجاتے ہیں، اس کی اصل بھی یہی حدیث مُبارکہ ہے چنانچہ،

مُفَسِّرِ شَہِیر، حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اسی حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: "**آج کل فارغُ التحصیل طلبا کے سروں پر علما عمامے لپیٹتے ہیں جسے رسمِ دستار بندی کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل یہ حدیث ہے۔**" [1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دوسرا اعزاز

حضرتِ سیِّدُنا **مُغِیْرَہ بِنْ شُعْبَہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر [2] ایک جگہ **شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حضرت **عبد الرحمن بن عوف** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اقتدا میں **نمازِ فجر** ادا فرما رہے تھے، ایک رکعت مکمل ہوچکی تھی، جب حضرت **عبد الرحمن بن عوف** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

[1] ......مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۱۰۵

[2] ......الطبقات الکبری لابن سعد، عبد الرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۵

کی موجودگی کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اشارے سے منع فرما دیا، حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز جاری رکھی اور دوسری رکعت مکمل کر کے سلام پھیر دیا، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہو گئے اور اپنی نماز کو مکمل فرمایا۔ (1)

حضرت سیِّدُ نا محمد بن سعد بن منیع ابو عبد اللہ بصری (مُتَوَفّٰی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیثِ مبارکہ حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن عمر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو پیش کی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسکی تصدیق کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی تو سلام کے بعد ارشاد فرمایا: ''ہر نبی نے دنیا سے پردہ فرمانے سے قبل اپنے کسی نیک اُمّتی کے پیچھے نماز ضرور ادا فرمائی ہے۔'' (2)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عین نماز کی حالت میں حُضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

---

1 ...... صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ، الحدیث: ۲۷۴، ص ۱۶۰

2 ...... الطبقات الکبری لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۵

وَالسَّلَام کی آہٹ کا خیال رکھتے تھے۔

دوسرے یہ کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نماز میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ادب کرتے تھے جس سے ان کی نماز ناقِص نہ ہوتی بلکہ کامل تر ہو جاتی تھی۔

تیسرے یہ کہ اگر عین جماعت نماز کی حالت میں حُضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لے آئیں تو موجودہ امام کی امامت مَنْسوخ ہوگئی اور اس وقت سے حُضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی امام ہوں گے ورنہ حضرت عبدالرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیچھے ہٹنے کی کوشش نہ کرتے۔

چوتھے یہ کہ اس امام کو اگر حُضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام امامت کا حکم دیں تو حُضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا نائب ہو کر امامت کرے گا۔

پانچویں یہ کہ افضل کی نماز مَفْضول کے پیچھے جائز ہے۔ [1]

تیسرا اعزاز

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک اچھے ہمنشین اور دوست کا ہونا بھی بہت بڑے اعزاز کی بات ہے، آج دُنیاوی طور پر کسی کا کوئی اچھا دوست ہو تو وہ اس پر فخر محسوس کرتا ہے لیکن قربان جایئے حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ

[1]...... مراٰۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۱، ص ۳۳۶

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قسمت پر کہ خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنے دوست ہونے کا شَرَف عطا فرمایا۔ چنانچہ مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اَنْتَ وَلِیِّی فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ'' یعنی اے عبدالرحمن بن عوف! تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔''[1]

علمی مقام و مرتبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں دنیاوی مال و مَتاع سے نوازا تھا وہیں آپ کی عِلمی بَصیرت بھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں مُمتاز تھی اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مسائل شَرعِیّہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے۔

دورِ رسالت کے مفتی

عہدِ رسالت میں عام طور پر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوکر دریافت کر لیتا جو

[1]...... صحیح مسلم بشرح النووی، ج ۲، الجزء الثالث، ص ۱۷۲

بارگاہِ نبوت میں حاضر نہ ہوسکتا وہ اُن صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سے شرعی رہنمائی حاصل کر لیتا جنہیں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے علمی وَجاہَت کی بِنا پر اس کام کی اجازت عطا فرما رکھی تھی۔ چنانچہ،

امام احمد بن علی بن حجر ابو الفَضْل عَسقَلانی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار اُن ذی وَقار شخصیات میں ہوتا ہے جو سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔''[1]

بہت سے صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان اور بالخصوص امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عِلمی جَلالَت کی وجہ سے آپ سے مسائل شَرعِیّہ میں مُشاوَرت فرماتے اور اکثر آپ کی رائے کو ترجیح دیتے۔ چنانچہ،

شراب کی حد جاری کرنے میں اجتہاد

حضرت سیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ حُضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْ لاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شراب نوشی پر درخت کی شاخ اور

---

[1] ......الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۰۷

جوتوں سے مارا، پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چالیس کوڑے مارے، پھر جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں لوگ سبزہ زاروں اور دیہاتوں کے قریب رہنے لگے (اور شراب کے معاملے میں بے باک ہوگئے) تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے شراب نوشی کی حد کے بارے میں مشورہ طلب کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''میری رائے یہ ہے کہ حُدود میں جو سب سے کم حد ہے (یعنی 80 کوڑے) اسے اختیار فرمائیں۔'' لہٰذا حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہی حد (یعنی اسی کوڑے) مُقرّر فرمادی۔[1]

حد کسے کہتے ہیں؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1182 صَفحات پر مُشْتَمِل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد دوم صَفْحہ 369 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مِقْدار شریعت کی جانب سے مُقرّر

[1] ......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، عبد الرحمن بن عوف، ج ۴، ص ۲۹۱

ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی اس سے مقصود لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا۔'' (1)

حدودِ حرم میں شکار کے متعلق اِجتہاد

ایک بار امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حُدودِ حرم میں ہرن کے شکار کے متعلق کسی نے سوال کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے پہلو میں بیٹھے حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مُشاورت کر کے ایک بکری کے کفّارے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُحْرِم یعنی جو حالت احرام میں ہو اس کے لیے حدودِ حرم میں شکار کرنا جرم ہے اور اگر کسی **مُحْرِم** سے یہ جرم صادر ہو جائے تو اسے اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

تعدادِ رکعات میں شک

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا

---

(1)……بہارِ شریعت، ج ۲، ص ۳۶۹

(2)……المعجم الکبیر، الرقم نسبة عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ۲۵۸، ج ۱، ص ۱۲۷ ملتقطاً

عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: اے ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! کیاتم نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا کسی صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس مسئلہ کے بارے میں کچھ سنا ہے کہ'' **جب نمازی کو تعدادِ رکعات میں شک ہو جائے تو وہ کیا کرے؟**'' تو حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نَفی میں جواب دیا۔ اتنے میں حضرت ِسیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے تو امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہی سوال اُن سے دہرایا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: جی ہاں! بالکل میرے پاس اسکا جواب ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا! ہاں واقعی۔ چلو جلدی بتاؤ کہ بے شک آپ ہم میں انصاف پسند اور قابلِ اعتماد ہیں تو حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حدیث پاک بیان کی کہ'' **جب تم میں سے کسی کو تعدادِ رکعات میں شک ہو جائے کہ دو ہوئیں یا ایک؟ تو وہ ایک شُمار کرے، یوں ہی دوسری، تیسری میں شک ہو جائے تو دوسری۔ یا تیسری اور چوتھی میں شک ہو جائے تو تیسری گُمان کرے۔ مطلب یہ کہ جب بھی زیادتی میں گمان ہو تو ایک کم شُمار کرے اور پھر بقیہ رکعات مکمل کر کے آخر میں سجدۂ سہو کر لے۔**''[1]

---

[1]......السنن الکبرٰی للبیھقی، کتاب الصلوۃ، باب من شک فی صلوتہ، الحدیث: ۳۸۰۴، ج ۲، ص ۴۶۹

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مُشْتَمِل کتاب، ''بہارِشریعت'' جلداوّل **صَفْحَہ 718** پر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اَعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جس کو شُمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بُلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل مُنافی نماز کر کے توڑ دے یا غالِب گُمان کے بموجب پڑھ لے مگر بہر صورت اس نماز کو سرے سے پڑھے محض توڑنے کی نیّت کافی نہیں اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر غالِب گُمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے، دو اور تین میں شک ہو تو دو، **وعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس** اور تیسری چوتھی دونوں میں قَعْدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدۂ سَہْو کر کے سلام پھیرے اور گُمانِ غالِب کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔ [1]

اُمّت کے محسن

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت کریمہ اُٹھا

---

[1]...... بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۷۱۸

کر دیکھیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت سے عطا ہونے والے احادیث مبارکہ کے عظیم خزانے کو اُمّت تک پہنچانے کے لئے اپنے شب و روز صَرف کر دیئے۔ جب کسی مسئلے میں ہمیں شرعی رہنمائی درکار ہوتی ہے اور وہاں کوئی حدیث مبارکہ ہمیں سہارہ دیتی ہے تو بے ساختہ اس کے راوی صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے لئے دل میں تشکُّر کے جذبات اُبھر آتے ہیں اور دعائیہ کلمات زبان پر کچھ یوں جاری ہو جاتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ **انہیں ہمیشہ تروتازہ رکھے۔**'' حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کا اس حوالے سے اُمّت پر بہت بڑا احسان ہے کہ کئی احادیث مبارکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے ذریعے اس اُمّت تک پہنچی ہیں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه سے مروی چار احادیث ملاحظہ کیجئے:

(1)...طاعون زدہ علاقہ

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه روایت کرتے ہیں کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**جب کسی علاقہ میں (طاعون کی) وبا آجائے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم پہلے سے وہاں موجود ہو تو اب وہاں سے مت نکلو۔**'' [1]

---

[1] ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: ١٦٦٦، ج١، ص٤٠٧

طاعون کیا ہے؟

طاعون ایک وَبائی مرض ہے جس کی وَضاحت اَحادیثِ مُبارکہ میں موجود ہے، چنانچہ طاعون سے مُتَعَلِّق چار اَحادیثِ مُبارکہ ملاحظہ کیجئے:

﴿1﴾...... **طاعون ایک عذاب تھا، اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس پر چاہتا بھیجتا لیکن اس اُمّت کے لئے اسے **رحمت** فرمادیا ہے۔[1]

﴿2﴾...... میری اُمّت کا خاتمہ دشمن کے نیزوں اور **طاعون** سے ہی ہوگا، **طاعون** اونٹ کی گِلٹی کی طرح ہے۔[2]

﴿3﴾...... **طاعون** تمہارے دشمن جِنّوں کا کونچا ہے اونٹ کے غُدود کی طرح گِلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے۔[3]

﴿4﴾...... **طاعون** ایک کونچا ہے کہ میری اُمّت کو ان کے دشمن جِنّوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اونٹ کی گِلٹی۔[4]

طاعون سے مرنے والا شہید ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَحادیثِ مُتَواتِرہ سے ثابت ہے کہ طاعون سے مرنے والا شہید ہے، چنانچہ اس ضِمن میں پانچ اَحادیثِ مُبارکہ ملاحظہ کیجئے:

---

[1]...... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عائشہ رضی اللہ عنہا، الحدیث: ۲۶۱۹۹، ج۱۰، ص۱۰۳

[2]...... المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۲۴۲، ج۱۰، ص۱۱۰

[3]...... المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۳۱، ج۴، ص۱۵۰

[4]...... مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی الطاعون والثابت، الحدیث: ۳۸۶۸، ج۳، ص۵۱

﴿1﴾...... اَلطَّاعُوْنُ شَہَادَۃٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ یعنی طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔ (1)

﴿2﴾...... مَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنَ فَھُوَ شَھِیْدٌ یعنی طاعون میں مرنے والا شہید ہے۔ (2)

﴿3﴾...... اَلطَّاعُوْنُ شَہَادَۃٌ لِاُمَّتِیْ یعنی طاعون میری اُمّت کے لئے شہادت ہے۔ (3)

﴿4﴾...... اَلطَّاعُوْنُ شَہَادَۃٌ یعنی طاعون شہادت ہے۔ (4)

﴿5﴾...... اَلطَّاعُوْنُ شَہَادَۃٌ لِاُمَّتِیْ وَرَحْمَۃٌ لَّھُمْ وَرِجْسٌ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یعنی طاعون میری اُمّت کے لئے شہادت اور رحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے۔ (5)

طاعون سے بھاگنا ممنوع ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! طاعون کی وجہ سے طاعون زدہ علاقہ چھوڑ کر بھاگ جانے کی سختی سے ممانعت ہے اور یہ گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ یہ تقدیرِ الٰہی

---

(1)...... صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الشہادۃ سبع، الحدیث: ۲۸۳۰، ج۲، ص۲۶۳

(2)...... صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، الحدیث: ۱۹۱۴، ص۱۰۶۰

(3)...... المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۳۱، ج۴، ص۱۵۰

(4)...... المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۸۱۲، ج۶، ص۲۳۸

(5)...... کنز العمال، کتاب الطب والرقی، الحدیث: ۲۸۴۲۷، ج۵، الجزء العاشر، ص۳۱

سے بھاگنا ہے، بلکہ ایسے شخص کے مُتعلّق اَحادیثِ مُبارکہ میں نہایت ہی سخت حکم ہے، جس طرح طاعون سے بھاگنا گناہ ہے اس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے کہ اس میں بَلائے اِلٰہی سے مقابلہ کرنا ہے۔ [1] چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے: طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزوراعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہوگئے، ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہے کو اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا، تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔ طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکّا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مُقدّر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے، نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے، نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔ [2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] …… طاعون کے متعلق مزید تفصیلات جاننے کے لیے فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، صفحہ ۲۰۴ کا مطالعہ مفید ہے۔

[2] ……بہارِ شریعت، ج ۳، ص ۶۵۸

(2)...... ابوجہل کی ہلاکت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 32صفحات پر مُشْتَمِل رسالے ''ابوجہل کی موت'' صَفْحَہ ۲ تا ۹ پر شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **ابو جَہل** کی موت کا آنکھوں دیکھا واقعہ حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبانی کچھ یوں نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بدر کے روز جب میں مجاہدین کی صَف میں کھڑا تھا، میں نے اپنے اردگرد دونو عُمر انصاری لڑکے دیکھے۔ اتنے میں ایک نے آہستہ سے مجھ سے کہا: **یاعَمّ! ھَلْ تَعْرِفُ اَبَاجَھْل؟** چچا جان! کیا آپ **ابو جَہل** کو پہچانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: پہچانتا تو ہوں مگر تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اُس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے وہ گستاخِ رسول ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میں اُس کو دیکھ لوں تو اس پر ٹوٹ پڑوں یا تو اس کو مار ڈالوں یا خود مر جاؤں۔ اس کے ساتھ والے لڑکے نے بھی مجھ سے اسی طرح کی گفتگو کی۔ کسی شاعر نے ان دونوں بچّوں کے جذبات کی یوں عکاسی کی:

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے یہ محبوبِ باری کو

حضرتِ سیِّدُ ناعبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مزید فرماتے ہیں:
اچانک میں نے دیکھا کہ ابو جہل اپنے ڈرپوک سپاہیوں کے درمیان گشت کر کے ان کو اُکسانے کیلئے یہ رَجز پڑھ رہا ہے:

مَاتَنْقِمُ الْحَربُ الْعَوَانُ مِنِّی بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثُ سِنِّیْ

لِمِثْلِ ھٰذَا وَلَدَتْنِیْ اُمِّیْ

یعنی یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتِقام لے سکتی ہے؟ میں تو نوجوان طاقتور اُونٹ ہوں جو اپنے عُنفُوانِ شباب (یعنی بھرپور جوانی) میں ہے، میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں ہی کیلئے جَنا ہے۔''

میں نے ان لڑکوں کو ابو جہل کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ تلواریں لہراتے ہوئے عُقابوں کی طرح جھپٹے اور اس پر ٹوٹ پڑے، وہ زخمی ہو کر بے حس وحرکت زمین پر گر پڑا۔ دونوں اپنے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے ابو جہل کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِستِفسار فرمایا: تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ دونوں ہی کہنے لگے: ''میں نے۔'' شَہَنشاہِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِستِفسار فرمایا:

جن تلواروں سے تم نے اسے قتل کیا ہے انہیں کپڑے سے صاف تو نہیں کر دیا؟ عرض کی: ''نہیں۔'' میٹھے میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان تلواروں کو ملاحظہ فرمایا، وہ دونوں خون سے رنگین تھیں۔ فرمایا: ''**کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ**'' یعنی تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔ ①

دونوں منّوں کا بھی حملہ خوب تھا بوجہل پر
بدر کے ان دونوں ننّھے جاں نثاروں کو سلام

یہ مدنی منّے کون تھے؟

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ان مدنی منوں کا تعارف کراتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ یہ اسلام کے شاہین صفت ننھے مجاہدین جنہوں نے لشکرِ قریش کے سپہ سالار، دشمنِ خدا و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اس اُمّت کے سنگ دل و سرکش فرعون **ابوجہل** کو موت کے گھاٹ اُتارا انکے اسمائے گرامی **مُعَاذ** اور **مُعَوِّذ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔ یہ دونوں مدنی منے سگے بھائی تھے، ان کے عشقِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر صد ہزار تحسین و آفرین اور انکے ولولۂ جہاد پر لاکھوں سلام کہ اس لڑکپن اور کھیلنے کودنے کے ایام میں ہی انہوں نے اپنی

---

① ……صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس الأسلاب ……الخ، الحدیث: ۳۱۴۱، ج۲، ص۳۵۶ ………… و ………… سیرتِ ابنِ ھشام، ج۱، ص۵۵۹

زندگیوں کو مدنی رنگ میں رنگ لیا اور راہِ خدا میں سفر کر کے لشکرِ کُفّار کے سِپہ سالار ابوجہل جفا کار سے ٹکرلے لی اور اس کو خاک وخون میں لوٹتا کر دیا۔

لٹکتا ہوا بازو

ایک رِوایت کے مطابق ان دونوں بھائیوں میں سے حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فرمان ہے: میں اپنی تلوار لہراتا ہوا ابوجہل پر ٹوٹ پڑا میرے پہلے وار سے اس کی ٹانگ کی پنڈلی کٹ کر دور جا گری۔ اس کے بیٹے عکرمہ (جو بعد میں مسلمان ہوئے) نے میری گردن پر تلوار کا وار کیا مگر اس سے میرا بازو کٹ گیا اور کھال کے ایک تسمہ کے ساتھ لٹکنے لگا۔ سارا دن لٹکتے ہوئے بازو کو سنبھالے دوسرے ہاتھ سے میں دشمن پر تلوار چلاتا رہا۔ لٹکتا ہوا بازو لڑنے میں رُکاوٹ بن رہا تھا لہٰذا میں نے اسے پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچا جس سے جلد کا تسمہ ٹوٹ گیا اور میں اس سے آزاد ہو کر پھر کُفّار کے ساتھ مصروفِ پیکار ہو گیا۔ مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا زخم ٹھیک ہو گیا اور یہ حضرتِ سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے۔ حضرت قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت ابن وہب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد سے روایت کی ہے کہ جنگ کے بعد حضرت سیِّدُ نا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر

ہوئے۔ طبیبوں کے طبیب، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لُعابِ دَہَن لگا کر وہ کٹا ہوا بازو پھر کندھے کے ساتھ جوڑ دیا۔ [1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3)......صلہ رحمی کرو، قطع تعلقی سے بچو

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حدیثِ قُدسی روایت کرتے ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں **اللّٰہ** ہوں، میں رحمٰن ہوں اور میں نے رَحِم (یعنی رشتہ) کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے مُشْتَق کیا پس جو اسے مِلائے گا میں اسے مِلائے رکھوں گا اور جو اس کو قَطع کرے گا (یعنی کاٹے گا) میں اس سے قَطع کروں گا۔ [2]

صلہ رحمی کیا ہے؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صفحات پر مُشْتَمِل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد سوم صَفْحَہ 558 پر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **صلہ**

---

[1]......مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۸۷

[2]......سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی قطعیۃ الرحم، الحدیث: ۱۹۱۴، ج ۳، ص ۳۶۳

رحمی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری اُمّت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطعِ رحم حرام ہے، جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں۔ بعض علما نے فرمایا: وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا: اس سے مُراد ذو رحم ہیں، محرم ہوں یا نہ ہوں۔ اور ظاہر یہی قول دوم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے قرآن مجید میں مطلقاً ''**ذَوِی الْقُرْبٰی**'' فرمایا گیا مگر یہ بات ضَرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تَفاوُت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد ذو رحم محرم کا، ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علٰی قَدرِ مَراتِب۔''

(4)...عالم کی فضیلت

حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ عالِم کی فضلیت عابِد پر ستّر درجے بڑھ کر ہے اور ان (ستر درجوں میں) ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علماء کو اللہ تعالٰی نے کس قدر بزرگی اور مرتبہ عطا فرمایا ہے اس کا مکمل طور پر بیان کرنا تو بہت مشکل ہے البتہ ان کی فضیلت

---

[1]...... کنز العمال، کتاب العلم، الحدیث: ۲۸۷۹۲، ج ۵، الجزء العاشر، ص ٦٧

وعظمت کی ایک عظیم جھلک یہ ہے کہ قیامت کے دن جب عام لوگوں کو تو حساب وکتاب کے لیے روکا ہوا ہوگا لیکن علماء کو لوگوں کی شَفاعت کے لیے روکا ہوگا، بہر حال عُلما کا وُجود دین ودنیا کی سعادتوں اور خوبیوں کا جامع ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دینی فہم وفراست مع حکمت ودانائی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جہاں دینی فہم وفراست سے نوازا وہیں حکمت ودانائی سے بھی سرفراز فرمایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ایک نُمایاں مقام رکھتے تھے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا معاملہ جس خوش اُسلوبی سے طے فرمایا، بے شک وہ ذَکاوت و دانائی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی کرامت کا بیِّن ثبوت بھی ہے۔ چنانچہ،

حکمت ودانائی سے بھرپور فیصلہ

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بوقت وفات چھ **جنّتی صحابہ** حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی، حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی، حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص، حضرت سیِّدُ نا زبیر بن عوام، حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف اور

حضرت سیّدُ ناطلحہ بن عبید اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے مُتعلّق ارشاد فرمایا: ''میں ان چند حضرات کے سوا اور کسی کو خلافت کا اہل نہیں پاتا کیونکہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان سے راضی تھے۔'' امیر المومنین حضرت سیّدُ ناعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال وتدفین کے بعد حضرت سیّدُ ناعبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''چھ آدمیوں کی یہ جماعت ایثار سے کام لے اور تین آدمیوں کے حق میں اپنے اپنے حق سے دستبردار ہوجائے۔'' یہ سن کر حضرت سیّدُ نا زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں حضرت سیّدُ ناعلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔'' پھر حضرت سیّدُ ناطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیّدُ ناعثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں کنارہ کش ہوگئے۔ آخر میں حضرت سیّدُ ناسعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں نے حضرت سیّدُ ناعبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا حق دے دیا۔'' اب صرف تین حضرات حضرت سیّدُ ناعثمان غنی، حضرت سیّدُ ناعلی المرتضیٰ اور حضرت سیّدُ ناعبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم رہ گئے۔ پھر حضرت سیّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافت سے دستبردار ہوتے ہوئے باقی دو سے فرمایا کہ اب تم دونوں رہ گئے ہو۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیّدُ ناعثمان غنی اور حضرت سیّدُ ناعلی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے فرمایا: ''کیا

آپ دونوں انتخاب کا معاملہ میرے سپرد کرنے کیلئے تیار ہیں؟ خدا کی قسم! میں کبھی افضل سے عُدول نہیں کروں گا۔'' دونوں حضرات نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا ہاتھ پکڑا اور کہا: ''آپ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قرابت دار اور اسلام لانے میں پہل کرنے والے ہیں، جیسا کہ آپ خود بھی جانتے ہیں خدا کی قسم! اگر میں خلافت کا فیصلہ آپ کے حق میں کروں تو آپ پر انصاف کرنا لازم ہوگا اور اگر میں حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُتعلِّق فیصلہ کروں تو ان کی اطاعت کرنا آپ کے لیے ضروری ہوگا۔'' پھر حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑا اور اسی طرح کہا۔ جب دونوں حضرات سے پکا وعدہ لے لیا تو کہا: ''اے عثمان! اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔'' اور پھر ان سے بیعت کرلی، پھر حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے بھی بیعت کی اور پھر سب لوگ ٹوٹ پڑے اور تمام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔[1]

اس طرح خلافت کا مسئلہ بغیر کسی اختلاف واِنْتِشار کے طے ہوگیا جو بلاشبہ حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذَکاوَت ودانائی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی کرامت کا بیِّن ثبوت بھی ہے۔

---

[1] ......صحیح البخاری ، کتاب فضائل اصحاب النبی، قصۃ بیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان ، الحدیث: ٣٧٠٠، ج ٢، ص ٥٣٣

فیصلہ کرنا نہایت دشوار امر ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً چند فریقوں کے مابین کسی بات میں فیصلہ کرنا ایک نہایت ہی دُشوار اَمر ہے، خُصوصاً جب کسی شخص کو ان کے مابین **حَکَم** یعنی فیصلے کرنے والا مقرر کر دیا جائے یا اسے نگران بنا دیا جائے۔ نگران سے مُراد صرف کسی ملک یا شہر یا مذہبی وسماجی وسیاسی تنظیم کا ذمہ دار ہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص مُراد ہے جو کسی نہ کسی کا ذمہ دار ہو مثلاً: ملک کا بادشاہ اپنی رعایا، مَراقِب (یعنی سپر وائزر) اپنے ماتحت مزدوروں کا، افسر اپنے کلرکوں کا، امیر قافلہ اپنے شُرکائے قافلہ کا، اسی طرح ذیلی مُشاورت کے نگران اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کا، والد اپنی اولاد کا، استاد اپنے شاگرد کا اور شوہر اپنی بیوی کا ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ ''**کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ** یعنی تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائیگا۔''[1]

فیصلہ کرنا حساس ذمہ داری ہے

یقیناً عہدۂ قضا، حکمرانی یا نگرانی کی ذمہ داری بہت حساس ذمہ داری ہے، جس شخص کو یہ ذمہ داری سونپی گئی یقیناً وہ بڑی آزمائش میں مبتلا ہو گیا، چنانچہ اس

[1] ......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ......الخ، الحدیث: ۷۱۳۸، ج۴، ص۴۵۳

ضِمْن میں تین اَحادیثِ مُبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿1﴾......جس شخص کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کسی رِعایا کا نگران بنایا پھر اس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا اس پر جنّت کو حرام کر دیگا۔ ①

﴿2﴾......جو شخص دس آدمیوں پر بھی نگران ہو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چُھڑائے گا یا اس کا ظُلم اسے عذاب میں مبتَلا کرے گا۔ ②

﴿3﴾......اِنصاف کرنے والے قاضی پر قِیامت کے دن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنّا کرے گا کہ کاش! وہ آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔ ③

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج اگر ہمیں کسی عہدے کی تقسیم کاری کی ذمہ داری دی جائے تو شاید اس کا سب سے بڑا حق دار ہم اپنی ہی ذات کو سمجھیں لیکن یہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ خلافت کی اس اہم ذمہ داری کو اپنے ذات کے لیے منتخب نہیں فرمایا بلکہ بطریقِ

---

①......صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعي رعیۃ فلم ینصح، الحدیث: ۷۱۵۱، ج۴، ص۴۵۶

②......السنن الکبری للبیھقی، کتاب ادب القاضی، باب کراھیۃ الامارۃ، الحدیث: ۲۰۲۱۵، ج۱۰، ص۱۶۴

③......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۴۵۱۸، ج۹، ص۳۵۱

احسن دیگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف منتقل کر دیا، اس کی سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دلی طور پر عہدہ خلافت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ،

عہدۂ خلافت سے بیزاری

امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب نکسیر کا عارِضہ لاحق ہوا اور شدت اختیار کر گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے کاتِب حضرت حمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر فرمایا: ''میرے بعد مَسندِ خلافت کے لیے عبدالرحمن بن عوف کا نام لکھو۔'' حضرت حمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس حکم پر عمل کرنے کے بعد حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ ''میرے پاس آپ کے لیے ایک خوشخبری ہے۔'' حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بتاؤ کیا ہے؟'' حضرت حمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں بتایا کہ ''خلافت کے لیے امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعد آپ کا نام منتخب فرمایا ہے۔'' حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر عہدۂ خلافت سے بیزاری کے سبب ایک دم بے قرار ہو گئے اور مسجد نبوی میں روضۂ انور اور ممبر مبارک کے درمیان کھڑے ہو گئے اور بار گاہِ

ربُّ العلمین میں یوں دعا کی: ''اے میرے مولی عَزَّوَجَلَّ! اگر واقعی امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعد مجھے خلافت کے لیے منتخب فرمایا ہے تو مجھے ان سے پہلے ہی موت عطا فرما۔'' چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور چھ ماہ کے اندر اندر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلافت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ''تم دھاری دار خنجر میرے گلے پر رکھ کر تیزی سے چلا دو، مجھے یہ بات امیر المومنین بننے سے زیادہ پسند ہے۔''[1]

اگر یہ ذمہ داری سونپ دی گئی ہو تو۔۔۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولاً تو ایسی ذمہ داری سے دور رہنے ہی میں عافیت ہے لیکن کسی کو یہ اہم ذمہ داری سونپ دی گئی ہو تو اسے پریشان بھی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مدد طلب کرے اور رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر راضی رہے، نیز اپنے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کرتے ہوئے عدل وانصاف سے کام لے، نیز احکامِ شرعیہ کے مطابق اس ذمہ داری کو ادا کرے۔ چنانچہ ایسے شخص کے لیے تین فرامین مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے:

---

[1] ......تاریخ مدینہ دمشق، عبد الرحمن بن عوف، ج ۳۵، ص ۲۹۲، ۲۹۱

﴿1﴾......انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، گھر والوں اور جن جن کے نگران بنتے ہیں ان کے بارے میں عدل سے کام لیتے ہیں۔ ①

﴿2﴾......حاکم نے فیصلہ کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک فیصلہ کیا اُس کے لیے دو ثواب اور اگر کوشش کر کے (غور وخوض کر کے) فیصلہ کیا اور غلطی ہو گئی اس کو ایک ثواب۔ ②

﴿3﴾......اے اللہ! جو شخص اس اُمّت کے کسی مُعامَلے کا نگران ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تُو بھی اس سے نرمی فرما اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی فرما۔ ③

صحابہ کرام کے نزدیک مقام

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی علمی جلالت اور دیگر اوصاف کی بنا پر امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر

---

①......سنن النسائی، کتاب آداب القضاة، باب فضل الحاکم، الحدیث: ۵۳۸۹، ص ۸۵۱

②......صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ، الحدیث: ۷۳۵۲، ج ۴، ص ۵۲۲

③......صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضیلة الامام......الخ، الحدیث: ۱۸۲۸، ص ۱۰۱۶

جلیل القدر صحابۂ کرام کے نزدیک آپ کا ایک نُمایاں مَقام تھا جس کا اندازہ یوں بھی بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر نمازِ فجر پڑھاتے ہوئے اچانک **ابولولوفیروز مجوسی** نے خنجر سے حملہ کرکے شدید زخمی کردیا اور بھاگتے ہوئے کم وبیش دیگر تیرہ نمازیوں کو بھی زخمی کردیا جن میں سے بعد میں سات آدمی شہید ہوگئے۔ایک بزرگ نمازی نے ابولولو مجوسی پر اپنی چادر پھینک کر پکڑلیا تو اس نے خودکشی کرلی۔تو اس موقع پر بھی حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑ کر نماز میں اپنا خلیفہ بنادیا جنھوں نے مصلّٰی پر جاکر مختصر نماز پڑھائی۔[1]

دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ۳۱ یا ۳۲ سن ہجری میں امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ہوا، انتقال کے وقت آپ کی عمر ۷۲ یا ۷۵ سال تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ جنازہ امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھائی۔[2]

---

[1]...... صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، الحدیث ۳۷۰۰، ج ۲، ص ۵۳۱

[2]...... المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۶۲، ج ۱، ص ۱۲۸

معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۲۶۰

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مزار پر انوار

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال کے وقت ام المومنین سیّدتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے دوستوں یعنی پیارے آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں جگہ دے دی جائے؟ (یادرہے کہ ان دونوں مقدس ہستیوں کے مزارات مبارکہ سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر میں ہی بنائے گئے تھے) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''میں آپ پر آپ کے گھر کو تنگ نہیں کرنا چاہتا، اور میں نے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عہد لیا ہے کہ وہ جہاں بھی وفات پائیں گے اپنے دوست یعنی میرے پہلو میں دفن کیے جائیں۔''

یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے مزارات جنت البقیع میں شہزادۂ رسول حضرت ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزار مبارکہ کے ساتھ ہیں۔ [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ان مقدس مزارات کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین

وقت وفات صحابہ کرام کے تاثرات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل عموماً جب کسی مالدار شخص کا انتقال

---

[1] ......الریاض النضرہ، ج ۲، ص ۳۱۴

ہوتا ہے تو اس کے بعد اسے اچھے لفظوں سے یاد نہیں کیا جاتا ، لیکن قربان جایئے حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ مبارکہ پر کہ مالدار ہونے کے باوجود آپ نے اپنی پوری زندگی نبیِّ کریم رؤوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور آپ کے اہلِ بیت کی خدمت میں گزار دی ، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال کے وقت صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اپنے مبارک الفاظوں سے وہ خراجِ تحسین پیش کیا جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا چنانچہ ،

حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے جنازے کے موقع پر کچھ اس طرح ارشاد فرمایا : "اے عبدالرحمن ۔۔۔! تمہیں مبارک ہو کہ دارالعمل میں جو تم نے نیکیوں کا گنجینہ کمایا اسے بغیر کمی کیے صحیح وسالم دارالجزاء منتقل کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔ (یعنی حکومت وخلافت سے تم کوسوں دور رہے جو نیکیوں کے خزانے میں کمی کا سبب بن سکتی تھی) [1] اور امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم یوں فرمانے لگے : "اے عبدالرحمن ! جاؤ ، بے شک دنیا کی تمام بھلائیاں تم پا چکے اور اسکی برائیوں سے تم محفوظ رہے ۔" [2]

---

[1] ......المستدرک ، کتاب معرفۃ الصحابۃ ، باب ذکر مناقب عبدالرحمن بن عوف ، الحدیث : ٥٣٨٩ ، ج ٤ ، ص ٣٦٢

[2] ......المعجم الکبیر ، سن عبدالرحمن بن عوف ووفاتہ ، الحدیث : ٢٦٣ ، ج ١ ، ص ١٢٨

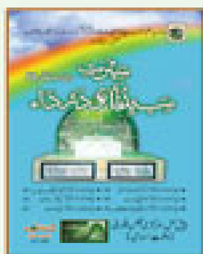
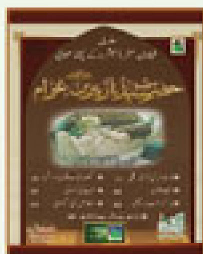
پیکرِ شرم وحیا عبد الرحمن بن عوف
عاشقِ شاہِ ہدیٰ عبد الرحمن بن عوف
شمار ان صحابہ میں ہوا جنہیں دنیا میں
ٹکٹ ہوا جنت کا عطا عبد الرحمن بن عوف
سب صحابہ سے ہمیں تو پیار ہے
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بارگاہ رسالت کے اس عظیم الشان صحابی حضرت سیِّدُ نا **عبد الرحمن بن عوف** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت طیبہ سے عطا ہونے والے مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجانے کی توفیق عطا فرما، اور ان پر عمل کر کے پوری دنیا میں شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ اس مدنی مقصد کہ "**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے اِنْ شَآءَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ" کے تحت مدنی کاموں کی دھومیں مچانے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ و مراجع

1	**القرآن الکریم:** کلام باری تعالٰی، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2	**ترجمۂ قرآن کنز الایمان:** اعلٰی حضرت امام احمد رضا ۱۳۴۰ ھ، مکتبۃ المدینہ
3	**تفسیر خازن:** علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ، آکوڑہ خٹک نوشہرہ
4	**صحیح البخاری:** امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ ھ، دار الکتب العلمیۃ
5	**صحیح مسلم:** امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، دار ابن حزم، بیروت
6	**سنن ابن ماجہ:** امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ ۲۷۳ ھ، دار المعرفۃ، بیروت
7	**سنن الترمذی:** امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی ۲۷۹ ھ، دار الفکر بیروت
8	**سنن النسائی:** امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
9	**سنن ابی داود:** امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت
10	**المعجم الکبیر:** الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰ھ، دار احیاء التراث العربی
11	**المعجم الاوسط:** الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰ھ، دار احیاء التراث العربی
12	**المسند:** امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، دار الفکر، بیروت
13	**المستدرک:** امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری ۴۰۵ھ، دار المعرفۃ، بیروت
14	**صحیح ابن حبان:** علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ ھ, دار الکتب العلمیہ، بیروت
15	**مسند ابی یعلٰی:** شیخ الاسلام ابو یعلٰی احمد بن علی بن مثنی موصلی متوفی ۳۰۷ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ